تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم ۲۳ تا ۲۹ جولائی ۱۹۹۸ء مدیر : حافظ عاکف سعید

ختم نبوت کے بعد

حضور ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی' اب قیامت تک کسی شخص کو نبوت نہ ملے گی۔ غور کا مقام ہے کہ نبوت تو بہت بڑی رحمت اور نعمت ہے اگر یہ ختم ہو گئی تو اس خلاء کو پُر کرنے کے لئے بھی کچھ چیزیں ہونی چاہئیں۔ چنانچہ اس خلاء کو رب العزت نے تین چیزوں سے پُر کیا ہے:

۱) قرآن کریم۔ یہ ہدایت کاملہ کے طور پر ہمیشہ موجود رہے گا۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے' یہ کبھی ضائع ہو گا' نہ اس میں تحریف ہو گی۔ ہر طالب ہدایت اور ہر طالب حقیقت کے لئے ہر وقت اور ہر زمانے میں قرآن موجود رہے گا' کہ وہ اسے پڑھے اور اس سے ہدایت حاصل کرے۔

۲) ہر صدی میں اللہ تعالیٰ ایسے مجدد اٹھاتا رہے گا جو دین کو تازہ کرتے رہیں گے۔ سنن ابی داؤد کی روایت ہے: ((إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ عَامٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا)) "اللہ تعالیٰ اس اُمت میں ہر صدی کے سرے پر ایسے لوگوں کو کھڑا کرتا رہے گا جو اس اُمت کی خاطر دین کو تازہ کریں۔"

۳) حق پرست لوگوں کا ایک گروہ ہر وقت اُمت میں موجود رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَزَالُ فِي أُمَّتِي طَائِفَةٌ قَائِمِيْنَ عَلَى الْحَقِّ)) "میری اُمت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔"

پس قرآن کی محفوظیت' ہر سو برس کے فاصلے پر صاحب عزیمت اور صاحب ہمت شخصیات کا پیدا ہونا جو دین کی سچی صحیح تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کریں' اور ایک حق پرست گروہ کا ہمہ وقت موجود رہنا' یہ تینوں چیزیں مل کر اُس خلا کو پُر کریں گی جو سلسلۂ نبوت کے ختم ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

(ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ' کے خطاب "علامہ اقبال کے افکار" سے ایک اقتباس)

شمارہ : 28 قیمت : 3 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
عاکف سعید

سوئے مادر آ کہ تیمارت کند!

ملک میں آج کل ہڑتالوں اور مظاہروں کا زور ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق ملک بھر کے کیمسٹ گزشتہ دو روز سے ہڑتال پر ہیں۔ یہ ہڑتال اتنی مکمل اور بھرپور ہے کہ سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتالوں کے اندر واقع میڈیکل سٹور بھی بند پڑے ہیں۔ مریض اور ان کے لواحقین دوا نہ ملنے پر جس کرب سے دوچار ہوں گے اس کا تصور بھی رُوح فرسا ہے —— جنرل سیلز ٹیکس کے خلاف مختلف شہروں میں تاجروں کی ہڑتالوں کا سلسلہ جاری ہے۔ منگل کو کراچی میں مکمل ہڑتال کا سماں تھا۔ اخباری ذرائع کے مطابق شہر کے تمام بازار اور بڑی مارکیٹیں بند رہیں۔ تاجر برادری کے اعلان کے مطابق یہ ہڑتال جمعہ تک جاری رہے گی۔ بدھ سے پنجاب کے تاجر بھی ہڑتال میں شامل ہو جائیں گے۔ تاجر طبقہ اور بالخصوص پنجاب کا تاجر طبقہ جو کبھی نواز شریف حکومت کا سب سے بڑا سپورٹر سمجھا جاتا تھا اب حکومت سے اس درجے نالاں اور بدظن ہے کہ "تاجر اتحاد پنجاب" نے سیلز ٹیکس کے خلاف جیل بھرو تحریک کی دھمکی دے دی ہے ؎

منحصر مرنے پہ ہو جن کی اُمید　　ناامیدی ان کی دیکھا چاہئے

اسی طرح ملک بھر کے جیولرز بھی گزشتہ پانچ روز سے ہڑتال پر ہیں، بلکہ اس طویل ہڑتال پر مستزاد کئی شہروں میں جیولرز نے باقاعدہ احتجاجی جلوس بھی نکالے اور جابجا ٹائر جلا کر ٹریفک جام کرنے کی کوشش کی اور اس طرح حکومتی پالیسی کے خلاف اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا —— اس معاملے میں جلتی پر تیل کا کام پٹرول کی قیمت میں اضافے کے اچانک اعلان نے کیا جس پر پورے ملک کے عوام کا شدید ردعمل سامنے آیا۔ راولپنڈی اور لاہور میں اس ناروا فیصلے کے خلاف منگل کے روز جو احتجاجی مظاہرے ہوئے وہ دراصل مظاہروں کے ایک طویل سلسلے کا سرآغاز ہیں۔ بدھ کے دن جماعت اسلامی نے بھی اسی ضمن میں لاہور میں مظاہرے کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ قاضی حسین احمد صاحب جن خطوط پر کام کر رہے ہیں ان کے اعتبار سے محسوس ہوتا ہے کہ اب حالات ان کے لئے سازگار ہیں اور میدان عمل میں نکلنے کا وقت آگیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی حکومت کو گرانے میں تو ان کا حصہ ہو سکتا ہے لیکن حکومت سازی اور اقتدار میں ان کی شمولیت کے خواب کے شرمندۂ تعبیر ہونے کی صورت کم از کم ہمیں تو دُور دُور نظر نہیں آتی۔

بہرکیف یہ پوری صورتحال اس امر کی غماز ہے کہ کامیاب ایٹمی تجربات کا خمار عوام کے قلب و ذہن سے اتر چکا ہے۔ ایٹمی دھماکے کے بعد اگر دستور میں قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے "خالص دینی دھماکہ" بھی کر دیا جاتا تو معاملہ مختلف ہوتا۔ اس لئے کہ پاکستان کے عوام کو ایثار و قربانی کے لئے آمادہ صرف دین و مذہب کی بنیاد پر ہی کیا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی امریکہ کے شدید ترین دباؤ کو مسترد کرنے اور عالمی طاقتوں کی منشا کے خلاف ایٹمی دھماکہ کر کے ان کی مخالفت مول لینے کے بعد ضرورت اس بات کی تھی کہ اللہ کے دامن میں پناہ لی جاتی اور اس کا سہارا حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی۔ لیکن افسوس کہ ہمارے مقتدر طبقات جن میں نمایاں ترین حیثیت میاں نواز شریف صاحب کی ہے، تاحال اس در کو کھٹکھٹانے کے لئے آمادہ نظر نہیں آتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ حکومت کے فیصلوں اور اقدامات میں منصوبہ بندی، ہم آہنگی اور ربط کا فقدان نظر آتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ بہت سے فیصلے بوکھلاہٹ میں کئے جا رہے ہیں۔ جعلی ادویات کے خلاف حکومتی اقدام کی ہم پرزور تائید کرتے ہیں لیکن صاف نظر آتا ہے کہ اس مہم سے پہلے مناسب ہوم ورک نہیں کیا گیا اور درست حکمت عملی اختیار نہیں کی گئی —— اسی طرح پٹرول کی قیمت میں اضافے کا قدم بھی نہایت بھونڈے انداز میں اٹھایا گیا —— اول تو ان لوگوں کی بات میں بڑا وزن نظر آتا ہے کہ جن کے نزدیک اس اضافے کا سرے سے کوئی جواز نہ تھا۔ عالمی مارکیٹ میں پٹرول کے نرخ مسلسل کم ہو رہے تھے اور ہمارے یہاں یک لخت ۲۵ فیصد اضافہ کر دیا گیا۔ پھر عالمی مالیاتی اداروں کی جانب سے جن متوقع معاشی پابندیوں کے حوالے سے اس اضافے کا جواز تلاش کیا جاتا ہے ان پابندیوں سے تاحال ہمیں سابقہ نہیں پڑا، لہٰذا یہ بات یقینی ہے کہ ان حالات میں یہ فیصلہ نامناسب تھا۔ پھر یہ بات بھی چھچھورے پن کی دلیل ہے کہ پٹرول کی قیمت میں اضافے کے اعلان سے چند روز قبل ایوان حکومت سے اس امر کی پرزور یقین دہانی کروائی گئی تھی کہ پٹرول کی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں ہو گا۔ اس سب پر مستزاد، قیمت میں اضافے کے اعلان کے بعد حکومتی ایوان کا یہ دعویٰ کہ "اس فیصلے سے عام آدمی متاثر نہیں ہو گا" زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف تھا۔!!

جنرل سیلز ٹیکس کے نفاذ کے ذریعے حکومت جس ٹیکس کلچر کو فروغ دینے کی سعی ناشکور کر رہی ہے وہ دراصل ترقی یافتہ ممالک کی نقالی کی کوشش ہے۔ حکومتی مشیر جن میں عالمی مالیاتی اداروں کے نمائندے بھی شامل ہیں اور ہمارے اپنے ماہرین معاشیات بھی، ہماری حکومت کو جو راستہ سجھا رہے ہیں وہ ہمارے معاشی بحران کا مداوا ہرگز نہیں بن سکتا۔ اس نوع کا ٹیکس کلچر صرف انہی ممالک میں فروغ پا سکتا ہے جہاں بنیادی انفراسٹرکچر موجود ہو، عوام کو ان کی تمام بنیادی ضروریات یعنی تعلیم، علاج اور فوری انصاف کی سہولت، مناسب حد تک فراہم کر دی گئی ہوں، جبکہ ہمارا معاملہ تو یہ ہے کہ "تن ہمہ داغ داغ شد، پنبہ کجا کجا نہم" کے مصداق مذکورہ بالا سہولتوں میں سے کوئی ایک بھی سہولت ہمارے یہاں کم سے کم درجے میں بھی دستیاب نہیں ہے۔ ایسے میں "ٹیکس کلچر" کو مسلط کرنے کی کوشش کرنا کہاں کی دانشمندی ہے!! —— اسی طرح آج کل غیر معمولی اور نہایت پرکشش شرح سود کے ساتھ مختلف سرٹیفکیٹس اور بانڈز کا اجراء سرکاری سطح پر دھڑا دھڑ کیا جا رہا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ سرکاری خزانے کو کسی طور ایک بار بھرنے کی کوشش کی جائے، بعد میں خواہ ان قرضوں کا سود ادا کرنے کے لئے بھی ہمارے پاس وسائل و ذرائع نہ ہوں!! گویا سودی معیشت کی لعنت سے نکلنے کی بجائے کہ جس کی وجہ سے ہم آج معاشی دیوالیہ پن کا شکار ہیں، نتائج و عواقب سے بے پرواہ ہو کر اس لعنت کو اپنے اوپر مزید مسلط کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ حالانکہ معاشی مسئلہ کا اصل حل سودی نظام کے فروغ میں نہیں اس کے خاتمے میں مضمر ہے۔ اپنوں کی نااہلیوں اور غیروں کی ریشہ دوانیوں کے باعث آج پاکستان مسائلستان نظر آتا ہے لیکن ہماری بدنصیبی کہ ہم اپنا قبلہ درست کرنے اور اللہ کے دامن رحمت میں پناہ لینے کے لئے تیار نہیں! ؎

دست ہر نااہل بیمارت کند　　سوئے مادر آ کہ تیمارت کند!

دینی دھماکہ کرنے میں کسی لیت و لعل کو راہ نہ پانے دیجئے!

اس ملک میں قائد اعظم اور لیاقت علی خان کے بعد اللہ تعالیٰ نے دو اشخاص کو عظیم مواقع عطا فرمائے لیکن وہ دونوں ان سے فائدہ اٹھانے میں ناکام رہے

اس سلسلے کی تیسری شخصیت آپ ہیں! اب یہ آپ کی ہمت و عزیمت کا امتحان ہے کہ آپ اس عظیم مقام اور مرتبہ کا حق ادا کرتے ہیں یا نہیں!

ایک نہایت روشن امکانی صورت یہ ہوگی کہ آپ خود ایک عظیم انقلابی لیڈر کا رول اختیار کر کے سامنے آئیں — کشکول گدائی کو واقعتاً توڑ کر پھینک دیں اور ایک انقلابی جذبہ پاکستان کے عوام کے اندر پیدا کریں

پاکستان میں انقلابی جذبہ اور ایثار اور قربانی کا مادہ صرف دین و مذہب کے حوالے سے پیدا کیا جا سکتا ہے

جب تک آپ اپنا سب کچھ ملک کے حوالے کر کے فقر محمدیؐ کی روش اختیار نہیں کریں گے کوئی دوسرا شخص بھی حقیقی ایثار اور قربانی کے لئے تیار نہ ہوگا!

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے نام امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا خط

جو 13 جولائی کو وزیر اعظم سے ملاقات کے موقع پر ان کی رہائش گاہ پر پیش کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترمی میاں محمد نواز شریف صاحب' وزیر اعظم پاکستان

وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضٰی!

(اللہ ہمیں اور آپ کو ہر اس کام کی توفیق عطا فرمائے جو اسے پسند اور محبوب ہو!)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!!

سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔ اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس ملاقات کو میرے لئے' آپ کے لئے' اور ملک و ملت کے لئے مفید بنائے' آمین!

امابعد — آپ کی خدمت میں حاضری کا پہلا مقصد تو یہ ہے کہ اولاً آپ سے دریافت کروں کہ جب آپ گزشتہ سال دو مرتبہ اپنے والد ماجد اور دونوں برادران کے ساتھ میری قرآنی خانقاہ میں تشریف لائے' اور پھر ایک بار میں ایک وفد کے ساتھ پرائم منسٹر ہاؤس اسلام آباد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو ان مواقع پر آپ نے دستور پاکستان میں قرآن و سنت کی بلا استثناء بالادستی کے لئے ضروری ترامیم اور سود کے انسداد کے ضمن میں جن عزائم کا اظہار فرمایا تھا' ان کی تعمیل میں تاحال تاخیر کیوں ہوئی؟ — اور ثانیاً آپ سے پھر دست بستہ درخواست کروں کہ اب بلا تاخیر ان دونوں کاموں کو سرانجام دے کر عظیم "دینی دھماکہ" کر گزریئے اور اس میں کسی لیت و لعل کو راہ نہ پانے دیجئے!

؎ "ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا ۔ اور درویش کی صدا کیا ہے!"

اس ضمن میں دستوری ترامیم کا ایک مسودہ ہم نے بھی آپ کی خدمت میں اسلام آباد کی ملاقات کے موقع پر پیش کیا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کے پہلے دور وزارت عظمیٰ کے دوران' مولانا عبدالستار نیازی صاحب نے جو اس وقت وفاقی وزیر امور مذہبی تھے' ایک نفاذ شریعت گروپ قائم کیا تھا اور اس نے بھی دستوری ترامیم کا ایک مفصل خاکہ مرتب کر کے آپ کی

خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ ان چیزوں کی موجودگی میں اب کوئی وقت باقی نہیں رہی ہے۔ آپ نے اسلام آباد والی ملاقات میں دو مرتبہ راجہ ظفرالحق صاحب سے خطاب کر کے فرمایا تھا کہ "راجہ صاحب! پھر دستوری ترامیم کی تیاری کیجئے!" براہ کرم اب اس میں مزید تاخیر نہ کریں اور راجہ صاحب ہی کے ذمہ یہ کام لگا دیں' وہ چاہیں تو لاہور کے جناب محمد اسمٰعیل قریشی ایڈووکیٹ اور کراچی سے چیف جسٹس(ر) ڈاکٹر تنزیل الرحمن صاحب کا تعاون حاصل کر سکتے ہیں' پھر موجودہ صدر مملکت عالی جناب محمد رفیق تارڑ صاحب اور جسٹس خلیل الرحمن صاحب بھی تعاون اور نگرانی فرما سکتے ہیں!

اسی طرح انسداد سود کے لئے جو کمیٹی آپ نے راجہ صاحب ہی کی سرکردگی میں بنائی تھی وہ عرصہ ہوا کہ اپنا کام کر کے رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش کر چکی ہے۔ قرآن اکیڈمی کی ملاقات میں آپ کے والد ماجد مدظلہ' نے زور دے کر فرمایا تھا کہ "انسداد سود کا کام ایک سال میں مکمل کیا جائے"۔ اب تو ڈیڑھ سال ہونے کو آیا ہے۔ خدا کے لئے اس معاملے میں بھی جرأت ایمانی اور ہمت مردانہ سے کام لیجئے۔ اور کم از کم اس رپورٹ کی Implementation کا تو فوری طور پر آغاز فرما دیجئے۔ اللہ آپ کو اس کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے!

ظاہری اعتبار سے تو مجھے آپ سے اس وقت یہی دو باتیں کہنی ہیں جن کے ضمن میں کچھ مزید گزارشات میں زبانی عرض کر دوں گا۔

لیکن زیادہ گہرائی میں اور خالص ذاتی سطح پر مجھے آپ سے ایک بات اور عرض کرنی ہے جس کے لئے پہلے ایک تمہید ضروری ہے۔

وہ تمہید یہ ہے کہ اس مملکت خداداد پاکستان میں' قائداعظم اور خان لیاقت علی خان کے بعد اللہ تعالیٰ نے دو اشخاص کو عظیم مواقع عطا فرمائے لیکن وہ دونوں ان سے فائدہ اٹھانے اور ان کا حق ادا کرنے میں بری طرح ناکام رہے: ایک ذوالفقار علی بھٹو جسے موقع ملا تھا کہ وہ اس ملک کا کم از کم ماوزے تنگ بن سکتا تھا جس سے ملک سے جاگیرداری اور بڑی زمینداریوں کی لعنت دور ہو جاتی اور قوم اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو جاتے' لیکن چونکہ وہ خود بڑا جاگیردار تھا اور اس جاگیرداری کی کھال سے باہر نہ آ سکا' لہٰذا خود بھی ناکام ہوا اور ملک و ملت کے لئے بھی مجموعی طور پر شدید نقصان کا باعث بنا —— دوسری شخصیت مرحوم ضیاء الحق صاحب کی تھی' جنہیں قدرت نے موقع دیا تھا کہ وہ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ جو بالاتفاق پہلے مجدد ملت اسلامی تھے' کا مقام و مرتبہ حاصل کر لیتے لیکن انہوں نے بھی بعض Half hearted بلکہ Quarter hearted قدم تو اٹھائے لیکن کوئی فیصلہ کن اقدام نہیں کیا۔ جس کے نتیجے میں فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوا۔

میرے نزدیک اب اس سلسلے کی تیسری شخصیت آپ ہیں! آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک جانب تو اندرون ملک عظیم مینڈیٹ دلوا دیا۔ اور دوسری جانب بھارت کے جوہری دھماکوں کے جواب میں مجبوراً دھماکے کرا کے یکدم پورے عالم اسلام کی قیادت کا منصب عطا کر دیا۔ اب صورت یہ ہے کہ "یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے۔ پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے!" کے مصداق یہ کلی طور پر آپ کی ہمت و عزیمت کا امتحان ہے کہ آپ اس عظیم مقام اور مرتبہ کا حق ادا کرتے ہیں یا نہیں!

اس سلسلے میں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ نہ صرف قرآن حکیم اور احادیث نبویہ (ﷺ) بلکہ کتب سابقہ (یعنی تورات اور انجیل) اور سابقہ امت مسلمہ یعنی یہود اور موجودہ امت مسلمہ یعنی امت محمد ﷺ کی تاریخ کے تقابلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب یہود کے آخری خاتمے اور اسلام کے عالمی غلبے کا دور زیادہ دور نہیں ہے' اور اس کے ضمن میں مشیت اور تدبیر خداوندی نے پاکستان کو خاص رول عطا کیا ہے —— اور اس وقت عالمی حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ جن پیشینگوئیوں کا ذکر احادیث میں ہے ان کے لئے بین الاقوامی سطح پر سٹیج تیار ہو چکا ہے۔ (اس موضوع پر اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کی کسی مخصوص نشست میں' جس میں آپ کے والد ماجد مدظلہ بھی موجود ہوں حاضر ہو کر تفاصیل بیان کر سکتا ہوں! فی الحال اپنی ایک تالیف حاضر خدمت کر رہا ہوں۔)

اس تمہید کی ایک تیسری جہت یہ ہے کہ پاکستان اس وقت جس تشویشناک بلکہ خوفناک صورت حال سے دوچار ہے اس کے پیش نظر مستقبل قریب کے حالات مندرجہ ذیل Scenarios میں سے کوئی سی صورت اختیار کر سکتے ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ امریکہ ہمیں مالی اعتبار سے پوری طرح ڈوبنے نہ دے بلکہ تھوڑی تھوڑی مدد کے ذریعے زندہ رکھے۔ البتہ اس کے عوض ہم سے اپنے حسب دلخواہ فیصلہ کرانے کی کوشش کرے جن میں جوہری پروگرام کا خاتمہ یا انجماد اور کشمیر کے مسئلے کا کوئی امریکہ اور بھارت اور بھارت کے مابین متفق علیہ حل کے علاوہ بھارت سے کھلی تجارت شامل ہوں گے —— اور آپ خوب جانتے ہیں کہ ان مسائل پر پاکستان کے عوام بالخصوص پنجاب (جو آپ کی سب سے بڑی طاقت ہے!) کے عوام کس قدر حساس واقع ہوئے ہیں' پھر اپوزیشن میں متعدد قوتیں ایسی موجود ہیں جو اس صورت حال کو Exploit کر سکتی ہیں۔ الغرض یہ کوئی اچھا سیناریو نہیں ہے!

۲۔ دوسرے یہ کہ امریکہ ہماری مدد کو بالکل نہ آئے' یا ہم اس کی شرائط کو قبول نہ کر سکیں اور ملک میں مالیاتی بحران کسی انارکی' یا Chaos کی شکل اختیار کر لے' جس سے انقلاب کا نعرہ لگانے والی قوتیں فائدہ اٹھائیں۔ اس صورت میں یہ "Free for all" والی بات ہو گی۔ جس کے نتیجے کے بارے میں پیشگی کچھ کہنا ممکن نہیں ہے۔ اور خیر سے زیادہ شر کا اندیشہ ہے!

۳۔ ایک تیسری رائے بھی ہے جو بھارت اور پاکستان کے جوہری دھماکوں سے بھی قبل لندن سے شائع ہونے والے ایک جریدے (Impact) میں شائع ہوئی تھی —— اور وہ یہ کہ امریکہ آپ سے بھی اسی طرح Disillusioned ہو چکا ہے جیسے بے نظیر سے —— اور جنرل جہانگیر کرامت کو دورۂ امریکہ کی دعوت اور وہاں ان کو بہت غیر معمولی Protocol دیا جانا اسی قسم کی بات ہے جیسے ۱۹۵۷ء میں جنرل محمد ایوب خان کو امریکہ بلا کر ان کی پیٹھ تھپکی گئی تھی جس کے نتیجے میں ۵۶ء کے دستور کا دستوریہ سمیت بستر لپیٹ دیا گیا تھا۔ واللہ اعلم! (آج کے "جنگ" میں ارشاد احمد حقانی صاحب کا کالم قابل توجہ ہے!)

۴۔ ایک چوتھی اور نہایت تابناک اور روشن صورت یہ ہے کہ آپ خود ایک عظیم انقلابی لیڈر کا رول اختیار کر کے سامنے آئیں —— کشکول گدائی کو واقعتاً اور کلیتاً توڑ کر پھینک دیں' اولاً سود کی اقساط' اور بالآخر کل قرضوں کی ادائیگی سے انکار کر دیں' اور Sanctions کے نتیجے میں جو سختیاں آئیں انہیں برداشت کرنے کے لئے ایک انقلابی جذبہ پاکستان کے عوام کے اندر پیدا کریں۔ یہ چوتھی صورت مشکل اور ایثار طلب تو ہے لیکن ناممکن نہیں!

لیکن پاکستان کے عوام میں وہ انقلابی جذبہ پیدا کرنے کے لئے جس سے ایثار اور قربانی کی نئی داستانیں رقم ہو سکیں دو چیزیں بالکل ناگزیر ہیں :

۱۔ ایک یہ کہ پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے لئے کم از کم دستور کی سطح پر جملہ تقاضے بتمام و کمال پورے کر دیئے جائیں —— جس سے اسلامی قانون کی تدوین اور تنفیذ کا کام سہولت کے ساتھ اور تدریجاً ہوتا چلا جائے۔ پاکستان کے موجودہ دستور میں پورا اسلام بھی موجود ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے چور دروازے بھی ہیں جن کی بنا پر وہ مؤثر طور پر نافذ نہیں ہو سکتا۔ اس اعتبار سے پاکستان کا موجودہ دستور منافقت کا پلندہ ہے جس کی تطہیر لازمی ہے۔ جس کے ضمن میں آپ سے گفتگوئیں بھی ہو چکی ہیں اور اس عرضداشت کے آغاز میں بھی تذکرہ ہو چکا ہے۔

اس کے ساتھ پاکستانی معیشت کی تطہیر کے لئے بھی دو اطراف سے کام کرنے کی ضرورت ہے' ایک انسداد سود' اور دوسرے جاگیرداری اور زمینداری کا خاتمہ۔ پہلے کام کے سلسلے میں راجہ ظفرالحق صاحب کی تیار کردہ سفارشات پر عمل سے آغاز کیا جا سکتا ہے' دوسرے کام کا آپ نے اپنے ایجنڈے میں اعلان کیا ہے' لیکن اس کے لئے خالص دینی اساس ضروری ہے اور وہ دو میں سے ایک ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ دونوں کے نزدیک مزارعت مطلقاً حرام ہے' لہٰذا صرف خود کاشت رقبے لوگوں کے پاس رہ سکتے ہیں' اور دوسری اور زیادہ انقلابی بات یہ کہ حضرت عمرؓ کے اجتہاد اور اس پر اجماع کی رُو سے پاکستان کی اراضی افراد کی ملکیت یعنی "عشری" نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کی اجتماعی ملکیت یعنی "خراجی" ہیں لہٰذا ملک و ملت کی مصلحت کے پیش نظر بالکل نیا بندوبست اراضی کیا جا سکتا ہے جس کی رو سے کاشتکار براہ راست بیت المال کو خراج ادا کرے گا!

بہرحال یہ بات اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ پاکستانی قوم میں انقلابی جذبہ اور ایثار اور قربانی کا مادہ صرف دین و مذہب کے حوالے سے پیدا کیا جا سکتا ہے اور اس کے لئے مندرجہ بالا اقدامات لازمی ہیں!

۲۔ پاکستان کے عوام میں انقلابی جذبہ اور ایثار و قربانی کا مادہ پیدا کرنے کی دوسری شرط لازم یہ ہے کہ آپ ایک روشن مثال بن کر سامنے آئیں! یعنی جس طرح ذوالفقار علی بھٹو جاگیرداری کی کھال میں بند ہو کر رہ گیا تھا' اسی طرح آپ بھی سرمایہ داری اور صنعت کاری کے حصار میں بند نہ ہو جائیں۔ بلکہ اس خول سے اس طرح باہر آ جائیں کہ آپ کا یہ ذاتی انقلاب روز روشن کی طرح عیاں ہو! حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ بھی خلافت کی ذمہ داری سے قبل نہایت خوش شکل' خوش پوش اور خوش خوراک انسان تھے' اور شہزادوں کی طرح ناز و نعم میں پلے تھے۔ لیکن خلافت کا بوجھ کندھے پر آنے کے بعد ان کی زندگی میں جو انقلاب آیا وہ ہماری تاریخ کا ایک نہایت روشن اور تابناک باب ہے۔ اور اس وقت دست قدرت نے اپنی خصوصی مشیت و حکمت کے تحت آپ کو داخلی اور بین الاسلامی و عالمی سطح پر جس مقام پر لا کھڑا کر دیا ہے' نجی اور ذاتی سطح پر آپ کی اور آپ کے خاندان کی کیفیت میں یہ انقلاب بین الاقوامی ہی نہیں عالمی اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ آپ کا یہ انقلاب بالکل واضح اور Transparent ہو۔

آپ کے اور آپ کے خاندان کے مالی حالات کی تفاصیل ظاہر ہے کہ اس ملک کے عوام کے علم میں تو نہیں ہو سکتیں۔ لیکن ملک کے جن صاحب ثروت لوگوں سے آپ تعاون اور ایثار کی اپیلیں کر رہے ہیں' ظاہر ہے کہ ان کی نگاہوں سے تو آپ کے حالات پوشیدہ نہیں ہیں۔ لہٰذا جب تک آپ اپنا سب کچھ ملک کے حوالے کر کے فقر محمدیؐ کی روش اختیار نہیں کریں گے اور اپنے شکم پر دو پتھر بندھے ہوئے لوگوں کو نہیں دکھا سکیں گے' کوئی دوسرا شخص بھی حقیقی ایثار اور قربانی کے لئے تیار نہیں ہو گا! میں آپ سے یہ باتیں یہ جانتے ہوئے عرض کر رہا ہوں کہ یہ کام آسان نہیں' بہت مشکل ہے' لیکن اگر نبی اکرمؐ کے وصال کے لگ بھگ نصف صدی بعد عمر ابن عبدالعزیزؒ جیسی شخصیت پیدا ہو سکتی تھی اور بہت بعد کے زمانے میں نورالدین زنگیؒ اور صلاح الدین ایوبیؒ جیسے درویش حکمران شرق اوسط میں اور ناصرالدین محمودؒ اور اورنگ زیب عالمگیرؒ جیسے بادشاہ ہندوستان میں پیدا ہو سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ اس کی ایک تازہ مثال پیدا نہ کر سکیں ——

جبکہ صاف نظر آ رہا ہو کہ اگر آپ یہ مرحلہ طے کریں تو ملک و ملت اور دین و مذہب کا نہایت شاندار مستقبل سامنے ہوگا —— اور اگر خدانخواستہ نہ کر سکیں تو جو تینوں Scenarios میں نے بیان کئے ان میں سے کسی سے بھی خیر کی کوئی توقع نہیں کی جا سکتی!

اب اگر اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو اس چوتھے ممکنہ راستے کے لئے کھول دے تو میں نہایت ادب سے اور ڈرتے ڈرتے عرض کروں گا کہ ان حقائق کے پیش نظر کہ حکومت اور اقتدار بھی آنی جانی چیزیں ہیں' بلکہ یہ دنیا اور مافیہا ہی نہیں کل کائنات فانی ہے اور حیات دنیوی سے زیادہ ناقابلِ اعتبار شے اور کوئی نہیں' آپ ہمت کریں اور اللہ کا نام لے کر:

۱۔ رائیونڈ فارم اور اس کے جملہ متعلقات کو قوم کے حوالے کر کے اپنی ماڈل ٹاؤن کی رہائش گاہوں پر اکتفا کریں۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ خود یہ رہائش گاہیں بھی معمولی نہیں ہیں بلکہ اس ملک میں شاید چند سو لوگ ہی ایسے ہوں جن کے پاس ایسی رہائش گاہیں موجود ہوں۔

۲۔ اگر بیرون ملک آپ کی اور آپ کے خاندان کی کوئی جائداد ہے تو اسے بھی بیچ کر رقم خود انحصاری فنڈ میں داخل کر دیں —— اور اگر کوئی سرمایہ وہاں جمع ہے تو اسے بھی واپس لا کر اسی فنڈ میں شامل کر دیں۔

۳۔ اپنے خاندان کے پاس صرف وہی انڈسٹریز رہنے دیں جن کے ذمہ کوئی قرض نہ ہو اور نہ صرف یہ کہ حساب بے باق ہو بلکہ دیگر جملہ معاملات بھی شیشے کی طرح صاف ہوں —— اور آئندہ اپنے کاروبار میں ہرگز کسی توسیع کی صورت اختیار نہ کریں۔

۴۔ اپنے تمام ساتھیوں اور دوستوں سے تو ظاہر ہے کہ آپ اس درجہ قربانی کا مطالبہ نہیں کر سکتے لیکن اب سب کے معاملات کو Transparent ہونا ضروری ہے۔ حال ہی میں ایک بہت بڑے منی چینجر اور سینیٹر سیف الرحمٰن صاحب کے بھائی کے جو معاملے زبان زد خواص و عوام ہو گئے ہیں ان سے آپ کی Credibility متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی!

میں نے آج سے بارہ تیرہ سال قبل جبکہ پاکستان کو قائم ہوئے قمری حساب سے چالیس برس ہو گئے تھے "استحکام پاکستان" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی (اس کا بھی ایک نسخہ حاضر خدمت ہے!) جس میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اب تک پاکستان کی باگ ڈور ان لوگوں کے ہاتھ میں رہی ہے جو انگریزی دور میں پیدا ہونے کے ناتے غلامی کا داغ اٹھائے ہوئے تھے اب ان شاء اللہ پاکستان کی وہ نسل سامنے آئے گی جس نے دنیا میں پہلا سانس بھی آزادی کی فضا میں لیا ہے' لہٰذا اُمید ہے کہ اب حالات میں تبدیلی آئے گی۔ میری یہ اُمید فوری طور پر تو پوری نہ ہوئی لیکن اب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے پورے ہونے کا وقت آ گیا ہے —— اب یہ تو اللہ ہی کے علم میں ہے کہ یہ مرحلہ کس کے ہاتھوں سر ہوتا ہے! تاہم جو مقام اور مرتبہ آپ کو اور آپ کے خاندان کو اللہ تعالیٰ نے فروری ۹۷ء کے عام انتخابات کے ذریعے عطا فرمایا ہے —— اور جو مرتبہ و مقام پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے ایٹمی دھماکوں کے ذریعے عطا کر دیا ہے' ان کے پیش نظر آپ کی خدمت میں یہ گزارشات پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ آگے

ع "فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے' دل یا شکم!"

میری پوری زندگی اس پر گواہ ہے کہ میں نے نہ کبھی امراء اور صاحب ثروت لوگوں کے گھروں پر حاضری دی ہے' نہ ہی سرکار دربار کے کبھی چکر لگائے ہیں' سوائے ۸۲ء کے ان دو ماہ کے جبکہ میں نے مرحوم ضیاء الحق صاحب کی دعوت پر ان کی شوریٰ میں شرکت اختیار کر لی تھی —— تاہم اگر میرے اس عریضے کے بعد آپ کسی معاملے کی وضاحت کے لئے مجھے طلب فرمائیں تو جب بھی حکم دیں گے سر کے بل حاضر ہو جاؤں گا۔

اقول قولی ہذا واستغفر اللہ لی ولکم ولسائر المسلمین!

فقط والسلام

ڈاکٹر اسرار احمد

دینی و دنیوی تعلیم کا سنگم

قرآن کالج لاہور (رجسٹرڈ)

(لاہور بورڈ سے الحاق شدہ)

ایف اے (آرٹس و جنرل سائنس کمپیوٹر) اور آئی کام میں داخلے جاری ہیں

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 10 اگست 98ء ہے

برائے رابطہ

پرنسپل قرآن کالج' 191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن فون: 5833637

بقیہ: تجزیہ

صرف بیانات پر اکتفا کر رہی ہے۔ عملی طور پر دہشت گردوں پر ہاتھ ڈالنے میں وہ بری طرح ناکام ہوئی ہے۔ اگر امن و امان کی حالت یہی رہی' اگر مہنگائی کے عذاب سے عوام نجات حاصل نہ کر سکے اور اگر بیروزگاری نوجوانوں کا مقدر ٹھہری تو ایسا وقت بھی آ سکتا ہے کہ پیٹ میں لگی ہوئی آگ سب کچھ بھسم کر دے۔ محض اعلانات اور پیکج اب عوام کو بہلا نہیں سکتے۔ اب عملی طور پر اور حقیقی طور پر ان کے حالات کو بہتر بنانا ہو گا ورنہ عین ممکن ہے کہ اگلے انتخابات کی نوبت نہ آئے اور سیاست دانوں نے جو سیاہی عوام کے انگوٹھوں پر لگانے کیلئے تیار کی ہوئی ہے وہ سیاہی عوام ان سیاست دانوں کے مقدر پر مل دیں۔ بڑے بڑے محتاط قسم کے لوگ اب انقلاب کی چاپ سن رہے ہیں اور خونی انقلاب کی باتیں ہو رہی ہیں۔

وارث شاہ کی وساہ زندگی دا بندہ بکرا ہتھ قصائیاں دے

پٹرول کی قیمتوں میں حالیہ ریکارڈ اضافہ نئے اقتصادی ماہر حفیظ پاشا کا پہلا "باؤنسر" ہے

اگر حالات میں مثبت تبدیلی نہ آئی تو عوام کے انگوٹھوں پر لگنے والی سیاہی سیاست دانوں کا مقدر بن جائے گی

حکومت دہشت گردی پر قابو پانے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

وارث شاہ کی وساہ زندگی دا بندہ بکرا ہتھ قصائیاں دے

ماضی میں ہمارے حکمران کس قدر نااہل تھے انہیں تو پٹرول کا نرخ بڑھانے کا سلیقہ بھی نہیں تھا۔ وہ لٹھ مار طریقے سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اعلان کر دیتے تھے کہ پچاس پیسے یا ایک روپیہ فی لیٹر پٹرول کی قیمت میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور پھر عوام سے فوری طور پر بے نقط سنتے تھے۔ ۱۸/ جولائی بروز ہفتہ راقم کو ٹیلی ویژن پر ۸ بجے شام خاص خاص خبریں سننے کا اتفاق ہوا۔ نیوز ریڈر کچھ یوں گویا ہوئیں : حکومت اپنے اخراجات میں کمی کر کے ۱۰ ارب روپے کی بچت کرے گی اور ۱۰ ارب روپے پٹرول کی قیمت میں اضافہ سے حاصل ہو جائیں گے۔ عوام کے سامنے جو پہلی بات آئی وہ سادگی اور کفایت کی ماری ہوئی بیچاری شریف حکومت کا ۱۰ ارب روپے کا مزید ایثار تھا جو وہ عوام سے قربانی طلب کرنے سے پہلے مسلسل کرتی چلی آ رہی ہے۔ پٹرول کی قیمت میں اضافے کے اعلان کا انداز کچھ ایسا تھا جیسے کہ حکومت کا اس اضافے سے کیا تعلق یہ جزیرہ نمائے عرب کی شے ہے جو بہر حال ہمارے لئے انتہائی مقدس ہے اس کا اضافہ بھی سر آنکھوں پر۔ اس پر ہمیں اس لاہوری نوجوان کا لطیفہ یاد آ گیا جو نیا نیا سعودی عرب گیا تھا۔ اس نے زمین پر گرا ہوا ایک کاغذ دیکھا جس پر عربی لکھی تھی اس نے بھاگ کر اس کاغذ کو اٹھایا چوما چاٹا ماتھے سے لگایا اور جیب میں رکھ لیا۔ بعد میں معلوم ہوا اس پر عربی گانے کے بول لکھے تھے۔ بُرا ہو ان اخبار والوں کا جنہوں نے پٹرول کی پرانی اور نئی قیمت کا چارٹ صفحہ اول پر شائع کر دیا اور اس سے زیادہ برا ہو سرسید احمد خان کا جس نے اچھی بھلی مسلمان قوم کو جدید تعلیم کی لت ڈال دی۔ ہمارے جاگیردار اور وڈیرے سیاست دانوں نے تو اس موئی کو اپنی جاگیروں میں داخل نہیں ہونے دیا۔ البتہ شہروں میں سرسید کی تخریب کاری نے کام دکھایا ورنہ اخبارات کی اشاعت کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی اور حکومت کی معصومیت کا بھرم قائم رہتا۔

تعلیم کا ذکر آ ہی گیا ہے تو قدرت اللہ شہاب مرحوم کی زبانی سن لیجئے کہ اس قوم نے اور اس کے حاکموں نے تعلیم کے ساتھ کیا کچھ کیا ہے۔ غالباً ۱۹۷۵ء کی بات ہے قدرت اللہ شہاب مرحوم سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہو چکے تھے ان کا ایک انٹرویو ٹیلی کاسٹ ہوا۔ کمپیئر نے پوچھا قدرت اللہ صاحب آپ پاکستان کے ایک با اختیار صدر (ایوب خان) کے پرنسپل سیکرٹری رہے اور وفاقی سیکرٹری تعلیم بھی رہے' پاکستان میں تعلیم کے فروغ کے لئے آپ نے کیا کیا۔ کہنے لگے میں اکیلا کیا کر سکتا تھا تعلیم کے ساتھ اس قوم نے اور حاکموں نے جو بدسلوکی کی وہ دو مختلف واقعات کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب میں ڈی سی جھنگ تھا' میرے پاس علاقے کا ایک بہت بڑا زمیندار آیا اور کہنے لگا کہ فلاں گاؤں میں ایک سکول کھول دیں۔ میں اس کے لئے آپ کی خدمت میں پچاس ہزار کا چیک پیش کرتا ہوں۔ میں تعلیم کے لئے اس شخص کے جذبہ سے بڑا متاثر ہوا چیک فوراً محکمہ تعلیم کو بھیج دیا گیا۔ سرکاری فائل ورک مکمل ہونے کے بعد جب عملی طور پر سکول کی تعمیر شروع ہونے کو تھی تو ایک اور بڑا زمیندار میرے پاس آیا اور کہنے لگا : ڈی سی صاحب آپ کی ہماری کیا دشمنی ہے آپ ہمارے گاؤں میں سکول کیوں بنوا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں زمیندار اس نیک کام کے لئے پچاس ہزار روپیہ دے گیا تھا اس رقم سے یہ سکول تعمیر ہونے لگا ہے۔ یہ زمیندار کہنے لگا : حضور یہ گاؤں جس میں آپ سکول تعمیر کرنے لگے ہیں وہ اس کا نہیں میرا گاؤں ہے اور وہ زمیندار میری دشمنی میں یہاں سکول کھلوانے لگا ہے۔ مجھے فوراً خیال آیا اور میں نے تجویز کیا ہے کہ اگر آپ کو انتقام لینا ہے تو آپ بھی اس کے گاؤں میں سکول کھلوا دیں وہ زمیندار بھی فوری طور پر دشمن زمیندار کے گاؤں میں سکول کھلوانے پر تیار ہو گیا۔ یہ تو ہے عوام کا حال اور اب سن لیں کہ حاکم تعلیم کے ساتھ کیا کرتے رہے ہیں۔ ایوب خان نے کوئی کابینہ تشکیل دینا تھی۔ کچھ خوش قسمت لوگوں کا چناؤ ہو گیا اور انہیں دعوت دی گئی کہ وہ فلاں تاریخ کو ایوان صدر میں آ کر وزارت کا حلف اٹھائیں۔ جب حلف کی تقریب ختم ہو گئی اور وزیر ایک ایک کر کے رخصت ہونے لگے تو میں نے نوٹ کیا کہ تعلیم کی وزارت تو کسی کو نہیں دی گئی۔ میں نے صدر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ تعلیم کی وزارت کسی کو نہیں دی گئی۔ معلوم ہوا صدر صاحب تو بھول ہی گئے تھے۔ فرمانے لگے جلدی سے باہر جاؤ کوئی وزیر اگر مل جائے تو لے آؤ اسے تعلیم کی وزارت اضافی طور پر دے دیں۔ میں جلدی سے باہر گیا تمام وزراء جا چکے تھے البتہ ایک بوڑھے سے وزیر جن کی گاڑی ابھی پورچ میں نہیں آئی تھی انہیں میں نے جا پکڑا اور کہا کہ صدر صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔ وہ کچھ گھبرا سے گئے۔ میں نے کہا کہ کوئی خاص بات نہیں ہے آپ کو وزارت تعلیم دی جائے گی۔ کہنے لگے میں اس عمر میں بچوں کو کہاں پڑھاؤں گا اور پھر مجھے تو دمہ کی شکایت بھی ہے۔ بہر حال وہ واپس آ گئے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ وزارت تعلیم انہیں

اضافی طور پر ملے گی تو خوشی خوشی حلف نامے پر دستخط کر دیئے۔

ہماری رائے میں زمینداروں اور وڈیروں کی بجائے اگر شہری بابو تیس چالیس سال پہلے حکمران بن جاتے تو شہر بھی علمی وبا سے بچ جاتے۔ بہرحال یہ راز کھل چکا ہے کہ پٹرول کی قیمتوں میں تقریباً پانچ روپے فی لیٹر کا ریکارڈ اضافہ کیا گیا ہے۔ بہرحال موجودہ حکومت نے اپنے ہی ریکارڈ کو بہتر بنایا ہے' اس سے پہلے سب سے بڑا اضافہ نواز شریف کے گزشتہ دور حکومت میں ہوا تھا۔ اس ہفتہ ہونے والی تبدیلیوں میں ایک تبدیلی یہ بھی ہے کہ وزارت خزانہ اور تجارت کی جانب سے کابینہ کے اقتصادی فیصلوں کی بریفنگ نہیں کی گئی بلکہ یہ بریفنگ پلاننگ کے ڈپٹی چیئرمین حفیظ پاشا نے کی اور سرکاری طور پر یہ اعلان بھی کیا گیا ہے کہ آئندہ حکومت کے اقتصادی فیصلوں کا اعلان اور ان کی تشریح حفیظ پاشا ہی کیا کریں گے۔ گویا وزارت خزانہ پر عدم اعتمادی کا یہ عالم ہے کہ انہیں اپنی وزارت کے بارے میں عوامی سطح پر کچھ کہنے سے روک دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر اسد جو ضیاء الحق کے دور کے سابق وزیر تھے اور ایک سابق ماہر اقتصادیات ہیں نے ہمارے اس خیال کی مکمل تائید کی ہے کہ موجودہ اقتصادی بحران کا پابندیوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اقتصادی پابندیوں کے اثرات نومبر دسمبر ۹۸ء سے ظاہر ہونے شروع ہوں گے۔

حکومت کے اس اعلان نے جلتی پر تیل کا کام کیا ہے کہ پٹرول کی قیمت میں اضافے سے عام آدمی متاثر نہیں ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ عام آدمی کی تعریف کیا ہے۔ سکوٹر' موٹر سائیکل' یا چھوٹی سوزکی کار عام آدمی کی سواری ہے یا روساکی۔ سکول کے بچوں کو لانے اور لے جانے والی ویگنیں پٹرول سے چلتی ہیں یا کسی اور چیز سے اور ان میں عام آدمی کے بچے سوار ہوتے یا امرا اور وزراء کے۔ کیا پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ بجلی اور گیس کے نرخوں پر اثر انداز نہیں ہوگا' جس سے چھوٹے بڑے کارخانے اپنی مصنوعات کی قیمتیں بڑھانے پر مجبور ہوں گے۔ درحقیقت یہ ملک اب عام آدمی کا ٹھکانہ رہا ہی نہیں۔ یہ ملک جاگیرداروں' وڈیروں' بڑے صنعت کاروں' بڑے افسروں' اسمبلی ممبروں اور وزراء کرام کا ملک ہے۔ عوام نام کی کوئی شے اگر باقی بچ گئی تو اس کی ضرورت پانچ سال بعد پڑا کرے گی جب ان کے انگوٹھے پر سیاہی لگائی جاتی ہے۔

کراچی کے حالات میں بہتری کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ اخبارات میں شائع ہونے والی یہ خبر بڑی حیران کن ہے کہ رینجرز کے ڈی۔جی نے وزیراعظم کو رپورٹ کی ہے کہ وزیراعلیٰ سندھ دہشت گردوں کے خلاف آپریشن میں تعاون نہیں کر رہے۔ حالات کو درست کرنے کیلئے حکومت کوئی واضح پالیسی اختیار نہیں کر رہی۔ ہر کام نیم دلی اور بے یقینی سے ہو رہا ہے۔ ایک طرف چھاپے مار کر حقیقی اور متحدہ کے کارکنوں کو گرفتار کیا جاتا ہے اور دوسری طرف ایک وزیر صاحب الطاف حسین کو راضی رکھنے کیلئے لندن یاترا کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے کشتی کو سمندر کی لہروں کے سپرد کر دیا ہے' وہ جس طرف چاہیں اس کو دھکیلتی پھریں اور حکومت نے شترمرغ کی طرح طوفان کو دیکھ کر اپنی گردن زمین میں دبادی ہے۔ وفاقی وزیر داخلہ کو سندھ حکومت پروٹوکول دینے کو تیار نہیں۔ اب تو مسلسل دو مرتبہ وزیراعظم کراچی کا دورہ ملتوی کر چکے ہیں کیونکہ وہاں سے دورے کیلئے کلیرنس نہیں مل رہی۔

پنجاب میں دہشت گردی نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا ہے۔ پولیس کے اعلیٰ عہدیداروں کو چن چن کر مارا جا رہا ہے۔ دہشت گردوں کی حکمت عملی یہ محسوس ہوتی ہے کہ کراچی کی طرح یہاں بھی پولیس صرف اپنی حفاظت پر مجبور ہو جائے اور دہشت گردوں کیلئے میدان کھلا چھوڑ دے۔ دہشت گردی کو ختم کرنے کیلئے پنجاب حکومت بھی

(باقی صفحہ ۶ پر)

پریس ریلیز

اسلام کا عالمی غلبہ دُنیا کے سماجی ارتقاء کی انتہا

اور سلسلۂ ارتقاء کی آخری منزل ہوگی ○ ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا خطاب جمعہ

۱۷ جولائی = یہود و ہنود اسلام کے عالمی غلبہ کو روکنے کیلئے سرگرم عمل ہیں لیکن آخر کار اسلام غالب آ کر رہے گا۔ اسرائیل کی ہٹ دھرمی کے باعث مشرق وسطیٰ ایک بار پھر جنگ کی لپیٹ میں آنے والا ہے۔ اس جنگ میں مصر اور شام بھی اسرائیل کے خلاف دیگر عرب ممالک کے شانہ بشانہ ہوں گے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہود کو اس وقت دنیا میں شیطان کے سب سے بڑے ایجنٹوں کی حیثیت حاصل ہے جو بالآخر بدترین انجام سے دوچار ہو جائے گا۔ لیکن اس سے قبل اس مغضوب علیہم قوم یعنی یہود کے ہاتھوں عرب ممالک کو اسلام سے بے وفائی کی سزا مل کر رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ پوری دنیا میں اسلام کے عالمی غلبہ ہی سے حضورؐ کا مقصد بعثت تکمیل پذیر ہوگا۔ دورِ خلافت راشدہ کا عادلانہ نظام آج بھی نوع انسانی کے اجتماعی شعور میں ایک حسین خواب کی صورت میں محفوظ ہے۔ خلفاء راشدین نے "عوام کے خادم" بن کر حکومت کے فرائض ادا کئے۔ آج بھی ضرورت ہے کہ مسلم حکمران خلفاء راشدین کی پیروی کر کے عوام کیلئے نمونہ و مثال بنیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے فلسفہ تاریخ کے حوالے سے کہا کہ شخصی ارتقاء کے ساتھ ساتھ نبوت و رسالت بھی آنحضور ﷺ کی ذات میں نقطہ کمال کو پہنچی اور آئندہ اسلام کا عالمی غلبہ دنیا کے سماجی ارتقاء کی انتہا اور سلسلہ ارتقاء کی آخری منزل ہوگی جس کے بعد دُنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ رسالت محمدی ﷺ کے انقلاب آفریں پیغام اور آنحضور ﷺ کی انقلابی جدوجہد نے مختصر سے عرصے میں مکمل اور ہمہ گیر انقلاب برپا کر دیا جس کی مثال دنیا کا کوئی دوسرا انقلاب پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ ایٹمی دھماکوں کے بعد نیا پاکستان وجود میں آ چکا ہے' جسے پوری ملت اسلامیہ کے قائد و محافظ کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ ان حالات میں خدا نے میاں نواز شریف کو سنہری موقع عطا کیا ہے اور بہت بڑی ذمہ داری ان کے کاندھوں پر آ گئی ہے۔ کاش کہ انہیں اس کا احساس ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ خراب معاشی حالات میں غیر ملکی پابندیوں کا ہاتھ نہیں بلکہ یہ سب کچھ "اپنوں" کی نااہلی اور بدانتظامی کا شاخسانہ ہے۔ فارن کرنسی اکاؤنٹ کو منجمد کرنے کے غلط فیصلے کے باعث ملک کی معیشت کو تباہ کرنے کے باوجود سرتاج عزیز کا اپنے عہدے سے مستعفی نہ ہونا ڈھٹائی کی انتہا ہے۔ انہیں چاہئے تھا کہ وہ اپنی وزارت سے فی الفور مستعفی ہو جاتے۔

قانون کی تنفیذ ...... عظمت کے نشان

(مرتب : حافظ محبوب احمد خان)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جس کسی پر کوئی امیر یا گورنر کوئی زیادتی کرے تو مجھے اس کی اطلاع دے دے میں اس سے بدلہ دلواؤں گا"۔ یہ سن کر مصر کے گورنر عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کھڑے ہوئے اور کہا "امیر المومنین! یہ تو عجیب حالت ہو جائے گی ہم میں سے کوئی اگر تادیب کے لئے اپنی رعایا کے کسی فرد کو کچھ کہہ سن لے تو اس سے بھی آپ بدلہ دلوائیں گے؟" فرمایا :

☆ "کیوں نہیں! میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی ذات کو لوگوں کے سامنے بدلے اور انتقام کے لئے پیش فرمایا کرتے تھے"۔

☆ اگر میرے کسی عامل نے کسی شخص پر ظلم کیا اور مجھے اس کی اطلاع مل گئی اور اس کے باوجود میں نے مظلوم کی دادرسی نہ کی تو سمجھو کہ میں اس ظلم میں نہ صرف شریک ہوں بلکہ حقیقت میں میں ہی ظلم کا مرتکب ہوں۔

☆ جن مظالم کی اطلاع اور شکایت مجھ تک پہنچتی ہے ان کا ازالہ کرنا تو میری ذمہ داری ہے مگر جن مظالم سے میں بے خبر رہتا ہوں ان کی مسئولیت بھی مجھی پر ہو گی۔

☆ ☆ ☆

دور فاروقیؓ میں جب بھی کسی قانون کا نفاذ کیا جاتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ دستور تھا کہ سب سے پہلے اپنے گھر والوں کو فرماتے کہ "میں نے فلاں فلاں چیز سے منع کیا ہے اور لوگ تمہاری طرف ایسے ہی دیکھ رہے ہیں جیسے پرندہ گوشت کی طرف دیکھتا ہے۔ اگر تم بچو گے تو وہ بھی بچیں گے اور تم پھنسو گے تو وہ بھی پھنسیں گے۔ اگر تم میں سے کسی نے منع کی ہوئی باتوں کا ارتکاب کیا تو اپنے تعلق کی وجہ سے 'خدا کی قسم' میں اس کو دوگنی سزا دوں گا۔ اب اختیار ہے جو چاہے آگے بڑھے اور جو چاہے پیچھے ہٹے"۔

☆ ☆ ☆

قانون کی تنفیذ کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے گورنر و عمال کے علاوہ ان کے اقرباء اور رشتہ داروں پر بھی نظر رکھی جائے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم صادر فرمایا کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ 'جو ایک صحابی تھے' کا نصف مال بحق سرکار ضبط کر کے بیت المال میں داخل کر دیا جائے۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا اور کہا کہ "امیر المومنین! میں نے آپ کی طرف سے کسی سرکاری منصب پر کبھی کام نہیں کیا" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تمہاری بات ٹھیک ہے مگر تمہارا بھائی بیت المال میں ذمہ داری ادا کرتا رہا ہے اور اونٹوں کی زکوٰۃ کا نگران ہے۔ اس نے بیت المال سے تمہیں قرض دیا تھا، جس سے تم نے تجارت کی۔ پس اس کے منافع میں بیت المال کا بھی حصہ ہے" اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دس ہزار درہم حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے وصول کر کے بیت المال میں داخل کر دیئے۔

☆ ☆ ☆

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی شخص کو اسی صورت میں گورنر و عہدیدار مقرر کرتے تھے 'جب اس کے متعلق یقین ہو جاتا تھا کہ وہ اس نازک ذمہ داری کو ادا کرنے کا اہل ہے۔ مگر کسی گورنر میں کسی خامی اور کمزوری کا پتہ چلتا تو فوراً اسے سبکدوش کر دیتے کیونکہ گورنر کا مقام و مرتبہ خلیفہ اور رعایا دونوں کے نقطۂ نظر سے بڑا نازک اور حساس ہوتا ہے۔ آپؓ نے اپنے قبیلے میں سے نعمان رضی اللہ عنہ بن عدی کے سوا کبھی کسی کو گورنر مقرر نہیں کیا تھا۔ جب نعمان رضی اللہ عنہ بن عدی کو میسان کا گورنر بنایا تو ان کے اہل و عیال مدینہ میں تھے۔ انہوں نے اپنی بیوی کے نام ایک خط لکھا جس کے اشعار میں جدائی اور فراق کا تذکرہ تھا۔ ان اشعار میں ایک شعر یہ تھا : (لعل امیر المومنین یسوم تناو منافی الجهسق المتهدم) "شاید امیر المومنین کو یہ بات ناگوار گزرے کہ ہم ایک زمانے تک پرانے محلات کے کھنڈرات میں اکٹھے رہتے اور بادہ و جام سے دل بہلاتے تھے"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس شعر کا پتہ چلا تو آپ نے نعمان رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا : اما بعد' مجھے تمہارے کلام کا پتہ چلا ہے اور خدا کی قسم مجھے یہ سخت ناگوار گزرا ہے۔ میں تمہیں تمہارے منصب سے معزول کرتا ہوں"۔ جب نعمان رضی اللہ عنہ گورنری چھوڑ کر مدینہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا "خدا کی قسم! وہ محض ایک شعر تھا جو میں نے رواداری میں لکھ دیا ورنہ خدا گواہ ہے کہ میں نے پینے پلانے کا جرم کبھی نہیں کیا"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بھی یہ حسن ظن ہے کہ تم نے شراب کبھی نہیں پی ہو گی۔ مگر ایسا شعر تمہارے شایان شان نہ تھا۔ اب میں تمہیں کبھی کسی منصب پر متعین نہیں کروں گا۔

☆ ☆ ☆

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی' اُس نے گویا میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے فی الحقیقت اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی' وہ گویا میری نافرمانی کا مرتکب ہوا اور جو میرا نافرمان ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر میدان میں حتیٰ کہ میدان جہاد میں بھی اسی روح کو پیش نظر رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اسکندریہ کی جنگ میں سپاہیوں کو جنگ سے روکا مگر وہ نہ رکے۔ اس پر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ میدان سے چلے گئے۔ واپس ہوئے تو لوگوں نے پوچھا : "کیا کوئی قتل ہوا ہے؟" انہوں نے جواب دیا "نہیں" اس پر فرمایا "اللہ کا شکر ہے کہ ان میں سے کوئی نافرمانی کرتا ہوا دنیا سے رخصت نہیں ہوا"۔ یہ جلیل القدر صحابی جانتے تھے کہ میدان جہاد میں مشرکین سے قتال و جہاد کے موقع پر بھی اطاعت امیر سے منہ موڑنے والے گنہگار کی موت مرتے ہیں۔

(ماخوذ "شهید محراب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور احکام شریعہ میں حالات و زمانہ کی رعایت)

۱۸/ مئی کی شام اچانک اسلام آباد اور کوئٹہ ایئرپورٹ بند کردیئے گئے

دُنیا کی نبضیں رک گئیں اور چاغی جیسا دُور افتادہ علاقہ اربوں انسانوں کی توجہ کا مرکز بن گیا

تین بج کر سولہ منٹ پر دھماکہ ہوتے ہی چاغی کے پہاڑ کی چٹانیں تیزی سے ٹوٹنے اور گرنے لگیں

ایٹمی دھماکوں کا آنکھوں دیکھا حال

(بشکریہ : روزنامہ "خبریں" ۲۲ جون ۹۸ء) (آخری قسط)

تین بج کر سات منٹ پر ڈاکٹر ثمر مبارک نے ہمارے اس ساتھی کے نام کا اعلان کیا جو بٹن دبا کر پہلا دھماکہ کرے گا' ڈاکٹر عبدالقدیر خان سمیت ہم سب نے اس کو مبارک باد پیش کی' اس غریب ٹیکنیشن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' ہم اس کے جذبات سمجھتے تھے کیونکہ وہ خوش نصیب شخص تھا جسے پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا کا سب سے بڑا اعزاز ملنے والا تھا۔ تین بج کر دس منٹ پر سپیکر اور مائیک آن کر دیئے گئے' اب ہم اسلام آباد اور راسلام آباد والے ہماری آواز سن سکتے تھے۔ تین بج کر گیارہ منٹ پر ڈاکٹر ثمر مبارک نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت شروع کر دی' ہم سب نے ناف پر ہاتھ باندھ لئے۔

۳ بجکر ۱۵ منٹ پر آخری بار سارا نظام دیکھا گیا' آخری بار "اوکے" کی آواز سنائی دی۔ ٹھیک تین بج کر ۱۶ منٹ پر ہمارے ٹیکنیشن بھائی نے ہاتھ کی انگلی دبا دی' سکرین پر ۱۰ کا ہندسہ ابھرا' پھر ۹ آیا' ۸' ۷' ۶' ۵' ۴' ۳' ۲ اور ہماری سانسیں پھول گئیں' پسینہ ابروؤں پر آکر ٹھہر گیا' زبان پر کلمہ شہادت کا ذائقہ اُتر آیا' ۱ اور صفر۔

سامنے مانیٹر پر روشنی کی ایک لہر سی لہرائی' بالکل ویلڈنگ جیسی روشنی' نہیں میں غلط کہہ گیا' طوفانی رات میں آسمان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لپکنے والے کوندے کی طرح کی روشنی' اس کے ساتھ ہی ایک دھماکے کی آواز اُٹھی اور ہمارے کیمروں کی پہلی قطار اُڑ گئی' پہلا مانیٹر بجھ گیا' دوسرے مانیٹر پر چٹانیں ٹوٹنے اور تیزی سے نیچے گرنے کا منظر تھا' ڈاکٹر عبدالقدیر کے منہ سے کلمہ شہادت نکلا اور ہم سب نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر انہیں جواب دیا' ہماری آواز میں وزیراعظم' آرمی چیف' کور کمانڈرز اور چند وزراء کی آوازیں بھی شامل تھیں۔ ہم ننگی اور گرم زمین پر سجدہ ریز ہو گئے' ہمارے پورے جسم میں سسکیاں اُبل رہی تھیں۔ ہم اپنے رب کا جتنا شکر ادا کرتے کم تھا' نہ جانے اس کیفیت میں کتنی صدیاں گزر گئیں۔ ہم میں سے کسی کو کوئی ہوش نہیں تھا' ہوش تھا تو صرف ڈاکٹر ثمر مبارک کو تھا جو وقفے وقفے سے "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند کرتے تھے۔

سامنے سکرین پر دھوئیں کے بادل تھے' غبار کی ایک طویل چادر نے راسکوہ کی ساری پہاڑیوں کو آغوش میں لے رکھا تھا' ہم اگر سکرین سے نظریں ہٹا بھی لیتے تو بھی فضا سامنے تھی' فضا جس پر اب گرد کے پہرے تھے' اب وہاں کچھ بھی نہیں تھا سوائے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس کے ازلی فیصلوں کے "بے شک صرف اہل ایمان ہی فتح پائیں گے۔"

سامنے رچرڈ سکیل پر دھماکے کی شدت ۶ درجے لکھی تھی' سارا نظام "اوکے" کی رپورٹ دے رہا تھا' پہاڑ کے باہر نصب آلات کسی قسم کی تابکاری کی اطلاع نہیں دے رہے تھے۔ تمام کنٹرول ٹاوروں سے بھی "حالات معمول پر ہیں" کے پیغامات مل رہے تھے۔

ہمارے ایک سینئر سائنس دان بتا رہے تھے اتنا مکمل اور محفوظ دھماکہ آج تک کسی ملک میں نہیں ہوا لیکن اس کے باوجود زمین لاکھوں برس کے لئے بے کار ہو چکی ہے' اب اِدھر جو بھی جاندار جائے گا اس پر بیماری کے حملے کا خدشہ ہو گا۔

دوسرے بتا رہے تھے جب فضا چھٹے گی تو پہاڑ کا رنگ بدل چکا ہو گا۔ آخر اتنی گرمی اور شدت کوئی نہ کوئی اثر تو چھوڑے گی۔ تیسرے سینئر سائنس دان نے بتایا پہاڑ کی بلندی کم از کم دس میٹر کم ہو جائے گی کیونکہ دھماکے کے بعد ہر چیز مائع بن جاتی ہے' جس سے اندر ایک جوف بن جاتا ہے' جسے بھرنے کیلئے پہاڑ اوپر سے نیچے کھسک آتا ہے۔

اِدھر سپیکر سے "مبارک' مبارک" کی آوازیں آ رہی تھیں جبکہ میں سوچ رہا تھا کہ شدید دھماکے کے بعد دالبندین کے صحرائی جن اپنا ٹھکانہ بدل چکے ہوں گے۔

راز کیسے آیا :

یہ ۲ مارچ ۹۸ء کی بات ہے پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے سابق چیئرمین منیر احمد خان اور ریجنل سٹریٹجک سٹڈیز کے سربراہ جنرل نشاط احمد' جوہری توانائی پر ہونے والی ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے دہلی گئے' ۶ مارچ کو کانفرنس کے اختتام پر جب شرکاء کھانے کے لئے اٹھے تو انڈین اٹامک انرجی کمیشن کا ایک سینئر سائنس دان ٹہلتا ہوا منیر احمد خان کے قریب آیا۔ دونوں میں علیک سلیک ہوئی' ہلکی پھلکی گفتگو شروع ہوئی تو سائنس دان نے دبے لہجے میں کہا "میں مسلمان ہوں آپ کو ایک اطلاع دینا چاہتا ہوں" منیر احمد خان ہمہ تن گوش ہو گئے۔ سائنس دان نے اپنی آواز مزید دھیمی کرتے ہوئے کہا "بھارت مئی کے پہلے ہفتے میں دھماکہ کرے گا آپ لوگ محتاط ہو جائیں" منیر احمد خان کے لئے یہ اطلاع کم ہولناک نہیں تھی۔ انہوں نے جیسے تیسے کھانا ختم کیا اور وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ راستے میں انہوں نے سارا قصہ جنرل نشاط کے گوش گزار کر دیا۔ انہوں نے پاکستان پہنچتے ہی یہ اطلاع حکومت کو دینے کا مشورہ دیا۔

ان دونوں حضرات نے ۲۰ مارچ تک اپنے دورے کی سمری بنا کر حکومت کو بھجوا دی یہ پیغام ۲۰ مارچ تک مختلف ہاتھوں اور میزوں کے درمیان گردش کرتا رہا یہاں تک کہ حکومت نے یہ اطلاع امریکہ اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل تک پہنچانے کا فیصلہ کر لیا جس کے بعد خط کی تیاری کا کام شروع ہو گیا بعد ازاں ۱۲ اپریل کو وزیراعظم نے یہ خط

امریکہ بھجوادیا۔

۱۹۸۴ء سے ۹۶ تک اٹامک انرجی کمیشن' پاک فوج کے اعلیٰ افسر اور بعض خفیہ اداروں کے سینئر اہلکار گاہے بگاہے دوستان جا کر سائٹ کا دورہ کرتے رہے' ان دس برسوں میں دوبارہ زلزلے اور ایک بار بارش سے غاروں کو معمولی سا نقصان پہنچا جس کی چند روز کی محنت سے تلافی کر دی گئی' ۱۹۹۶ء میں جب بھارت میں بی جے پی کی حکومت قائم ہوئی اور سرحد پار سے ایٹمی دھماکوں کی تیاریوں کی اطلاعات موصول ہونے لگیں تو بے نظیر حکومت نے پاکستانی سائنس دانوں کو بھی سگنل دے دیا جس کے بعد فوری طور پر نہ صرف "دوستان" کی سیکورٹی بڑھا دی گئی بلکہ نامور جیالوجسٹ ایم ایچ چغتائی کی پوسٹنگ ہی چھتر کر دی گئی' جو اپنے عملے کے ساتھ دن رات ٹنل پر کام کرتے رہے۔

لیکن خوش قسمتی سے ۱۳ روز بعد واجپائی کی حکومت ختم ہو گئی جس کے بعد بھارت کی طرف سے ایٹمی دھماکوں کے خدشات تقریباً ختم ہو گئے لیکن اٹامک انرجی کمیشن نے ایم ایچ چغتائی کو وہیں چھتر ہی میں مقیم رہنے کی ہدایت کر دی' چغتائی صاحب نے دو برس کا یہ عرصہ غاروں کی دیکھ بھال اور داستان امیر حمزہ پڑھتے گزارا۔

۱۲ مئی کی صبح سات بجے اٹامک انرجی کمیشن کے ڈائریکٹریٹ آف ٹیکنیکل ڈویلپمنٹ کے معروف سائنس دان ثمر مبارک مند' سینئر ڈائریکٹرز ڈاکٹر خلیل قریشی' ڈاکٹر طارق سلیم' ڈاکٹر منصور بیگ' ڈاکٹر وحید' انجینئرز عرفان برکی' غلام اصغر' غلام نبی سعید' چودھری اقبال اور غلام اکبر ٹیکنیشنوں کے ساتھ دوستان پہنچ گئے۔ ان سائنس دانوں نے ۱۷ مئی کی شام تک غاروں میں تمام ضروری آلات نصب کر دیئے' کنٹرول باکس بنایا' دھماکے کی شدت نوٹ کرنے کے لئے حساس آلات لگائے' کیمرے نصب کئے' چھوٹے موٹے ٹیسٹ کئے' جب مکمل تسلی ہو گئی تو "دی گڈ از ریڈی" کا پیغام اسلام آباد بھیج دیا گیا۔

۱۸/ مئی کی شام اچانک اسلام آباد اور کوئٹہ کے ایئرپورٹ بند کر دیئے گئے' پاک بھارت سرحد پر ایف ۱۶ طیاروں نے پرواز شروع کر دی' ادھر دہلی' امرتسر اور سرینگر میں بھارتی طیارے بھی پھڑپھڑانے لگے۔ خوف اور سنسنی کے اس عالم میں اسلام آباد ایئرپورٹ سے طیارے اڑے اور ڈیڑھ گھنٹے بعد کوئٹہ کے ہوائی اڈے پر اترے تو ہمارے بم بحفاظت وہاں پہنچ چکے تھے' وہاں سے فوجی ٹرکوں کا ایک قافلہ چلا جس کی حفاظت کے لئے پاک فضائیہ کے طیارے گھنٹوں فضا میں منڈلاتے رہے۔

سائنس دانوں کے مطابق انہوں نے ۱۹ مئی کی سہ پہر تک بم غاروں میں نصب کر دیئے جس کے بعد دھماکے کا آخری مرحلہ شروع ہو گیا' کرنٹ کا بہاؤ دیکھا گیا' تاروں کے سارے جوڑوں کا معائنہ کیا گیا' غار کی دیوار کی آخری پڑتال کی گئی' سب کچھ تسلی بخش تھا لہٰذا غاروں کے منہ بند کرنے کا کام شروع ہو گیا۔ اس کام کو جوہری سائنس دان "پلگ کرنا" کہتے ہیں' اس کے لئے خصوصی سیمنٹ درکار ہوتا ہے' اگلا پورا دن انجینئرز بھرائی کرتے رہے' ۲۰ مئی کی رات خصوصی کوڈ ورڈز کے ذریعے اس کام کی تکمیل کا پیغام دے دیا گیا' اس مرحلے پر دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری تھا اول سائٹ کی کڑی حفاظت کیونکہ اگر دشمن فضائی حملے کے ذریعے غار تباہ کر دیتے تو نہ صرف ۳۰ برس کی محنت اکارت چلی جاتی بلکہ تابکاری پھیلنے سے پورا بلوچستان قبرستان بن جاتا' دوم انتظار کرنا کہ پلگ خشک ہو کر پہاڑ کا حصہ بن جائے اس کے لئے مزید چار پانچ روز درکار تھے۔

۲۰ مئی کو تمام بین الاقوامی نشریاتی اداروں نے "پاکستان ۴۸ گھنٹوں میں دھماکہ کر دے گا" کی خبر نشر کر دی جس سے متاثر ہو کر بھارت نے کنٹرول لائن پر محدود جنگ چھیڑ دی' پاکستانی پوسٹوں پر گولوں' توپوں اور راکٹوں کے حملے شروع ہو گئے۔

۲۰ مئی ہی کی رات نامہ نگار کو ایک عسکری ذریعے نے بتایا "بھارت اس جنگ سے پاک آرمی کی توجہ دوستان سے ہٹانا چاہتا تھا تاکہ دہلی ایئرپورٹ پر کھڑے اسرائیلی طیارے اڑیں اور چاغی پر بمباری شروع کریں" ۲۱ مئی کو وزیراعظم نے پاکستان کے مختلف اخبارات کے مدیروں سے ملاقات کے دوران "اگلے جمعہ" کا اشارہ دیا' ۲۳ مئی کو وزیراعظم نے غیر ملکی نامہ نگاروں کی پریس کانفرنس بلائی جسے سی این این نے براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا' اس پریس کانفرنس کے بارے میں بعض حکومتی ذرائع نے دعویٰ کیا "وزیراعظم دھماکوں کا اعلان کرنے والے تھے لیکن دوستان سے سائنس دانوں نے اطلاع دی کہ پلگ ابھی پوری طرح تیار نہیں ہوا۔ لہٰذا نواز شریف نے صحافیوں کو متبادل تقریر سنا کر فارغ کر دیا۔"

۲۶ مئی کی شام سی این این' بی بی سی اور اے ایف پی نے امریکی سی آئی اے کی رپورٹوں کی روشنی میں پاکستان کی مکمل تیاریوں کی خبر نشر کر دی' جس کے بعد دنیا کی نبضیں رک گئیں اور چاغی جیسا دور افتادہ بے آب و گیاہ اور غیر معروف علاقہ چھ ارب لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گیا' اس روز دنیا کا ہر شخص دل کی دھڑکن کے ساتھ ٹک ٹک کی آواز سن رہا تھا۔

KT KHALID TRADERS
IMPORTERS – INDENTORS – STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER – SMALL TO SUPER – LARGE
AUTHORIZED AGENTS NTN BEARINGS

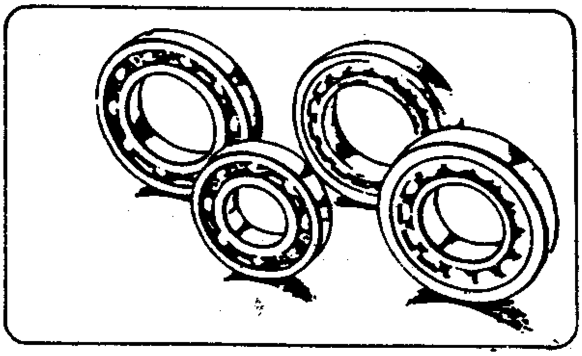

PLEASE CONTACT
TEL : 7732952-7735883-7730593
G.P.O. BOX NO. 1178, OPP KMC WORKSHOP
NISHTER ROAD, KARACHI-74200 (PAKISTAN)
TELEX : 24824 TARIQ PK CABLE : DIMAND BALL FAX : 7734776

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : Sind Bearing Agency 64 A-65, Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400 (Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : (Opening Shortly) Amin Arcade 42, Brandreth Road, Lahore-54000 Ph : 54169

GUJRANWALA : 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

باہمی تعلقات میں چھوٹی چھوٹی باتیں بھی اہم ہوتی ہیں

اخلاقی دیوالیہ پن کے شکار شخص سے کسی بھلائی کی اُمید نہیں رکھنی چاہئے!

شوہر اور بیوی کا رشتہ سب سے زیادہ قریبی ہوتا ہے مگر بداعتمادی سے گھریلو زندگی اجیرن ہو جاتی ہے

شرافت کی توقع صرف مضبوط کردار کے حامل شخص سے ہی رکھی جاسکتی ہے

——— ابن صالح ———

بنیادی طور پر ایک انسان کے پاس تین قسم کے اثاثے ہیں یعنی جسم' مال اور انسانی رشتے۔ انسان چاہتا ہے کہ اس کے پاس جو بھی اثاثہ ہے اس سے جلد از جلد منافع حاصل کرے۔ چنانچہ 'کار' کمپیوٹر' واشر' ڈرائیر یہاں تک کہ جسم' جان اور ماحول الغرض جو شے بھی اس کے پاس ہے وہ اس نے داؤ پر لگا رکھی ہے۔ کم از کم مال کے بارے میں ہر شخص جانتا ہے کہ اگر معیار زندگی اونچا کرنے کے لئے اصل زر کو ہاتھ لگ گیا تو گاڑی زیادہ دور نہیں چلے گی' ایک وقت آئے گا کہ سرمایہ ختم ہو جائے گا' بالکل یہی معاملہ انسانی جسم و جان اور تعلقات کا ہے' خرچ کرنے سے ان میں کمی واقع ہوتی ہے۔

بینک اکاؤنٹ کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ ہم تھوڑا تھوڑا کر کے اس میں پیسہ ڈالتے رہتے ہیں اور اس طرح کچھ رقم جمع کر لیتے ہیں پھر ضرورت کے مطابق اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ انسانی رشتوں کی مثال ایک بینک اکاؤنٹ کی ہے۔ ہم اپنی خوش خلقی' مہربانی' دیانت اور عہد کی پاسداری کے ذریعے لوگوں کے اعتماد کو ذخیرہ کر لیتے ہیں اور اس کے بدلے ضرورت پڑنے پر لوگوں کا تعاون حاصل کرتے ہیں۔ اس میں اگر ہم سے کہیں کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو وقتی طور پر اعتماد کی سطح نیچی ہو جاتی ہے۔ لیکن جب تک نیت ٹھیک رہتی ہے لوگ محض غلطیوں کے باعث کسی شخص کو بالکل رد نہیں کر دیتے۔ لوگ ایک شخص کے خلوص کو نظرانداز نہیں کر سکتے تاہم کسی شخص کا اخلاقی اکاؤنٹ جتنا بڑا ہو گا اتنا اس کے لئے لوگوں تک اپنی بات پہنچانا آسان ہو گا اور اس کی بات برمحل اور اثر انگیز ہو گی۔

اس کے برعکس اگر کسی شخص میں عجم' بے مروتی' دوسروں کو نیچا دکھانے اور نظرانداز کرنے' غیر ضروری ردعمل ظاہر کرنے' من مانی کرنے' دوسروں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے اور خوف و ہراس پیدا کرنے جیسی عادات ہیں تو سمجھئے کہ وہ اخلاقی طور پر دیوالیہ پن کا شکار ہے اور اُسے دوسروں سے کسی بھلائی کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ گویا اس کا گزر ایسے راستے سے ہے جس پر جگہ جگہ بارودی سرنگیں بچھی ہیں۔ اُسے ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا ہو گا۔ ہر وقت چوکنا رہنا ہو گا۔ ایسی زندگی عذاب نہیں تو کیا ہے لیکن ہم اکثر یہی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایک گھر میں دو افراد' میاں بیوی' کے درمیان تعلقات اگر اعتماد پر مبنی نہیں ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ سارا حسن اور رعنائی' محبت اور وعدے وعید رفتہ رفتہ تحلیل ہونے لگتے ہیں اور زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بچوں کا مستقبل' خاندانی روایات' سماجی دباؤ یا تحفظ کا خیال بھی آڑے نہیں آتا اور میاں بیوی کے درمیان مستقل علیحدگی ہو جاتی ہے حالانکہ اس سے قریبی انسانی رشتہ دنیا میں کوئی نہیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ جہاں زیادہ قربت ہوتی ہے وہاں ہم سمجھتے ہیں کہ اعتماد پیدا کرنے کی ضرورت ہی نہیں جبکہ اعتماد کی زیادہ ضرورت درحقیقت ہوتی ہی وہاں ہے جہاں آپ کے زیادہ معاملات ہوتے ہیں۔ آپ کے اعتماد کا اکاؤنٹ اگر برابر ہے تو بیوی بچوں کے ساتھ کیا اُدھار کی زندگی بسر ہو گی؟ بالکل خالی ہاتھ دنیا میں کہیں کوئی کام ہوا ہے؟ محض توقعات کے ناطے زندگی کی گاڑی نہیں چلا کرتی۔ اعتماد کی جمع پونجی اگر ہو بھی تو توقعات اسے ختم کر دیتی ہیں۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ آپ کی ملاقات اچانک کسی پرانے دوست سے ہو جاتی ہے تو آپ بڑی گرم جوشی سے ملتے ہیں اس لئے کہ جو بھی کچھ اعتماد تھا وہ اس دوران بچا رہا۔ لیکن جن لوگوں سے ہر روز آپ کو واسطہ پڑتا ہے ان کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہوتا کیونکہ یہاں اعتماد جمع ہونے کی بجائے ساتھ ساتھ خرچ ہوتا رہتا ہے۔ اکثر اوقات آپ کو اس کے خرچ ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرے چونکہ آپ کے پاس تجربہ اور علم ہے لہٰذا آپ چاہتے ہیں کہ بچے آپ کی باتوں پر عمل کریں' صفائی کا خیال رکھیں' فضول کاموں میں وقت ضائع نہ کریں' ہر کام وقت پر کریں وغیرہ وغیرہ۔ اصولاً آپ کی یہ خواہش بالکل بجا ہے لیکن آپ نے اگر اس کی تکمیل کے تقاضے پورے نہیں کئے تو آپ کی خواہش تشنۂ تکمیل رہے گی۔ آپ لاکھ کہیں کہ آپ یہ سب کچھ بچوں کی بھلائی کے لئے کر رہے ہیں لیکن جب تک یہ احساس فی الواقع آپ کے بچوں میں سرایت نہیں کر جاتا یہ یک طرفہ ٹریفک نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو گا' ایک وقت آئے گا کہ بچے آپ کی کوششوں کو اپنے اوپر زیادتی سمجھنے لگیں گے۔ اگر ایسے مواقع پر آپ نے ان میں اعتماد پیدا کرنے کی بجائے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ "آخر ہم تمہارے بھلے کیلئے ہی یہ سب کچھ کر رہے ہیں' ہم نے تمہارے لئے ہی اتنی قربانیاں دی ہیں اور تم ان کا یہ صلہ دے رہے ہو' وغیرہ"۔ تو گویا آپ نے مزید کام خراب کر لیا۔ اعتماد میں اضافہ کرنے کی بجائے اپنی توقعات ظاہر کر کے اُلٹا آپ نے اس میں کمی کر لی۔

اب آئیں دیکھیں وہ کونسی باتیں ہیں جنہیں اختیار کرنے سے آپ اپنا اعتماد قائم کر سکتے یا اس میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

۱) فرد شناسی: کسی دوسرے شخص کے بارے میں جانکاری اور آگاہی حاصل کرنے کی تمنا کا ہونا سب سے اہم اور بنیادی بات ہے۔ اس کے بعد ہی آپ کو اس شخص کی دلچسپیوں اور ضرورتوں کا اندازہ ہو سکتا ہے اور ان کے مطابق عمل کر کے آپ اس شخص کا اعتماد حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے لئے جو چیزیں اہم ہیں' ضروری نہیں دوسروں کے لئے بھی اہم ہوں۔ لہٰذا آپ کو ان چیزوں کو اہمیت دینا ہو گی جو اس شخص

کے نزدیک اہم ہیں جس کے لئے آپ اعتماد قائم کرنا چاہتے ہیں۔ دوسروں کو اپنے اوپر کبھی قیاس نہ کریں۔ اس کہاوت کا کہ "جو شے آپ کو اپنے لئے پسند ہے وہی دوسروں کے لئے پسند کریں" یہ معنی نہ لیں کہ اگر آپ سگریٹ پیتے ہیں تو دوسروں کو سگریٹ پیش کریں بلکہ یہ کہ جس طرح آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کو سمجھیں اس طرح آپ دوسروں کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے مطابق ان سے برتاؤ کریں۔

۲) چھوٹی باتوں کا خیال رکھیں : باہمی تعلقات میں چھوٹی باتیں بھی بڑی ہوتی ہیں۔ بعض اوقات آپ دوسرے بچوں کے سامنے کسی بچے کو پیار کرتے ہیں یا اس کی تعریف کرتے ہیں تو آپ کا یہ بے ضرر سا عمل بھی دوسرے بچوں کے لئے دل شکنی کا باعث ہوتا ہے۔

۳) وعدہ پورا کریں : وعدہ پورا کرنے سے ساکھ اور اعتماد میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ وعدہ خلافی سے کمی ہوتی ہے۔ درحقیقت انسان کا اس سے بڑا دیوالیہ پن کوئی نہیں کہ وہ وعدہ کرے اور اسے پورا نہ کرے خواہ اس کے پاس ڈھیروں روپیہ پیسہ ہو۔

۴) توقعات کو مبہم نہ رکھیں : بعض اوقات دوسرے کسی شخص کے بارے میں ہم اپنے طور پر یہ فرض کر لیتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ یہ نہیں کر سکتا اور میں کہوں گا تو بلا تامل میری بات مان لے گا' یا اسے خود ہی یہ بات دھیان میں رکھنی چاہئے وغیرہ۔ ایسی مبہم توقعات نہ رکھیں۔ آپ جو چاہتے ہیں واضح طور پر دوسرے کو بتائیں اس سے خوف نہ کھائیں کہ انکار کی صورت میں آپ کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی۔

۵) ذاتی ساکھ اور اعتماد : اگر آپ کے قول، فعل میں تضاد ہے تو آپ کی ساری نیکیاں دریا برد ہو جائیں گی۔ دیانتداری (honesty) اور شے ہے۔ دیانتداری یہ ہے کہ ہم وہی کچھ کہیں جو حقیقت ہے جبکہ ساکھ (integrity) کے معنی یہ ہیں کہ حقیقت وہی ہو جو ہم کہیں' گویا وعدہ وفائی سے ساکھ قائم ہوتی ہے۔ خصوصاً ان کے ساتھ جو سامنے موجود نہیں ہوتے۔

۶) اپنی کوتاہی پر دوسرے فریق سے معافی طلب کریں : خلوص کے ساتھ معافی مانگنا آپ کی عظمت کی دلیل ہے۔ ایسا شخص یہ کام نہیں کر سکتا جو اندر سے عدم تحفظ کا شکار ہو۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس طرح لوگ اسے کمزور خیال کریں گے۔ حالانکہ ایک دانا کا قول ہے کہ ظالم وہ ہوتے ہیں جو کمزور ہوتے ہیں' شرافت کی توقع صرف ایک مضبوط انسان سے ہو سکتی ہے۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ استعفیٰ دیا نہ وزیراعظم نے مانگا۔ (سرتاج عزیز)
✪ حمیت نام تھا جس کا گئی "سرتاج" کے گھر سے

☆ موجودہ انتخابی طریق کار سے ظالم ہی اقتدار میں آسکتے ہیں۔ (قاضی حسین احمد)
✪ اب تو جماعت اسلامی کو "منہج انقلاب نبویؐ" پر غور کرنا ہی پڑے گا۔

☆ سوئٹزرلینڈ کے سفیر نے بے نظیر اور زرداری کی کرپشن کے دستاویزی ثبوت مہیا کر دیئے۔
✪ شرم "ان" کو مگر نہیں آتی

☆ سارا سسٹم ہائی جیک کر لیا گیا ہے۔ (لاہور ہائی کورٹ)
✪ اس "ہائی جیکر" کو تلاش کون کرے گا؟

☆ پاکستان یہ بات سمجھے کہ ایٹمی ہتھیاروں سے تحفظ نہیں ملتا۔ (امریکی سفیر)
✪ تحفظ ملے نہ ملے دشمن کے دانت تو کھٹے کئے جا سکتے ہیں!

☆ مال روڈ پر سائیکل چلانے پر پابندی۔ (ایک خبر)
✪ کیوں نہ سائیکل سواروں کو ملک بدر کر دیا جائے!

☆ نواز شریف کالا باغ ڈیم کا سنگ بنیاد ۱۴/ اگست کو رکھیں گے۔ (ایک خبر)
✪ "سرخ بھونڈوں" سے معذرت کے ساتھ۔

☆ قوم ڈالر سے پیار کرنے والوں کا محاسبہ کرے۔ (نواز شریف)
✪ کس کو کہہ رہے ہو؟

☆ رائے ونڈ اور بلاول ہاؤس قومی ملکیت میں لے لئے جائیں۔ (پروفیسر غفور)
✪ مخالفین اس لسٹ میں اگر "منصورہ" کا اضافہ کرنا چاہیں تو پھر!

☆ پٹرول کی قیمت میں اضافے سے عام آدمی متاثر نہیں ہو گا۔ (چودھری شجاعت حسین)
✪ اسے کہتے ہیں "سفید جھوٹ"

☆ کلکتہ ہائی کورٹ نے لاؤڈ سپیکر پر اذان دینے کی پابندی لگا دی۔ (ایک خبر)
✪ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا "مکروہ" چہرہ۔

☆ کشمیر متنازعہ علاقہ ہے' بھارت کا اٹوٹ انگ نہیں۔ (چین)
✪ پاک چین دوستی زندہ باد

☆ جس مچھلی پر ہاتھ ڈالتے ہیں وہ بچ نکلتی ہے۔ (انچارج واپڈا ریکوری سیل)
✪ یہ مچھلیاں ہیں یا مگرمچھ؟

☆ تیل کی قیمتیں عالمی مارکیٹ میں کم ہو رہی ہیں' مگر حکومت نے ۲۵ فیصد اضافہ کر دیا۔
✪ ایسی عوام دشمن پالیسیاں متعارف کرانے پر حکومت کو "اقتصادی ماہرین" کا مشکور ہونا چاہئے۔

☆ اہل گوجرانوالہ تبدیلی چاہتے ہیں تو ضمنی انتخاب میں جونیجو لیگ کو ووٹ دیں (حامد ناصر چٹھہ)
✪ چٹھہ صاحب! تبدیلی تو پورے ملک کے عوام چاہتے ہیں' وہ کیا کریں۔

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل دستورِ خلافت کی تکمیل

امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا دورۂ کراچی

امیر محترم گھٹنے کے کامیاب آپریشن کے بعد فطری طور پر ہر رفیق تنظیم کی خواہش تھی کہ وہ ان کی صحت کی کیفیت کا بچشم خود اندازہ کرسکے جس کیلئے ضروری تھا کہ امیر محترم بنفس نفیس رفقاء کے درمیان موجود ہوں۔ محمد نسیم الدین امیر حلقہ سندھ و بلوچستان نے ماہ مئی میں مرکزی توسیعی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ لاہور میں امیر محترم کو ویسا ہی پرعزم پایا جیسا کہ وہ آپریشن سے قبل تھے تو انہوں نے ان کے سامنے دورۂ کراچی کی درخواست رکھ دی جسے فوراً شرف قبول حاصل ہو گیا۔ امیر محترم ۳/ جولائی کی شب کراچی تشریف لائے۔ ۴/ جولائی کا دن امیر محترم مدظلہ نے نگران انجمن خدام القرآن سندھ کی حیثیت سے مجلس منتظمہ کے ارکان سے انفرادی ملاقاتوں میں گزارا۔

۵/ جولائی کو دن کے گیارہ بجے قرآن اکیڈمی کراچی میں امیر محترم کا خطاب عام ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے خطاب کے دوران فرمایا کہ مملکت خداداد پاکستان کا قیام پورے کرۂ ارضی پر تکمیل بعثت نبویؐ کی ایک اہم کڑی ہے۔ پاکستان واحد مسلم مملکت ہے جو اسلام کے نعرے کی بنیاد پر وجود میں آیا۔ قرارداد مقاصد کی منظوری سے سیکولر دنیا کو اسی ملک نے لرزہ براندام کیا۔ اسرائیل کے قیام سے ایک سال قبل اللہ تعالیٰ نے اس زہر کے تریاق کے طور پر اس مملکت کو وجود بخشا۔ اندرون ملک سیکولر طبقے کی ریشہ دوانیوں کا جواب ۳۱ علماء نے اپنے متفقہ ۲۲ نکات کے ذریعہ دیا جن کی بنیاد پر دستور میں اسلامی تعلیمات کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد غلطی یہ ہوئی کہ ہماری مذہبی سیاسی جماعتوں نے الیکشن کی سیاست میں شمولیت اختیار کر کے اسلام کو ایک پارٹی ایشو بنا دیا۔ امیر محترم نے فرمایا کہ ضیاء الحق مرحوم نے قرارداد مقاصد کو دستور کا حصہ بنایا اور اسلامی قوانین کی تدوین کیلئے فیڈرل شریعت کورٹ قائم کی۔ انہوں نے کہا کہ عہد حاضر میں اسلامی قانون سازی کی تدوین کا یہ صحیح ترین طریقہ ہے بشرطیکہ فیڈرل شریعت کورٹ پر عائد پابندیاں ختم کر دی جائیں۔ انہوں نے پاکستان کے ایٹمی دھماکے کو "صور اسرافیل" سے تعبیر کیا اور کہا کہ اس کے نتیجے میں وطن عزیز عالم اسلام کی قیادت کا حامل بن گیا ہے۔ یہود و ہنود کی مشترکہ سازشوں سے نبرد آزما ہونے اور نیو ورلڈ آرڈر کی مزاحمت کیلئے پاکستان اور افغانستان میں کنفیڈریشن قائم ہونی چاہئے ورنہ فوری طور پر ان کے ساتھ دفاعی معاہدہ تو ہو ہی جانا چاہئے۔ بعد ازاں' اس میں ایران بھی شامل ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وقت کا تقاضا ہے کہ تمام دینی جماعتیں نفاذ اسلام کے ایک نکتہ پر متفق ہو کر حکومت وقت پر دباؤ ڈالیں' اس سلسلے میں انہوں نے تنظیم اسلامی کے تحت لاہور میں منعقدہ کانفرنس کا حوالہ بھی دیا۔ انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ نفاذ اسلام کی جدوجہد میں اپنا حصہ ڈالنے کیلئے کسی نہ کسی دینی جماعت میں شمولیت اختیار کر لیں۔ اس پروگرام میں تقریباً ۱۲۰۰ سے زائد مرد و خواتین نے شرکت کی۔ اس روز بعد نماز عصر امیر محترم نے انجمن کی مجلس منتظمہ کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔

اگلے روز صبح نو بجے امیر محترم نے قرآن اکیڈمی میں جاری ایک کورس کے طلباء سے خطاب کیا۔ بعد ازاں راقم سمیت مختلف رفقاء و احباب نے امیر محترم سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ راقم نے اس ملاقات میں امیر محترم کو کراچی کی صورتحال کے بارے میں آگاہ کیا۔ امیر محترم نے فرمایا کہ اس بارے میں فیڈ بیک کا نظام ہونا چاہئے۔ شام ۵ بجے امیر محترم نے کراچی پریس کلب میں ایک بھرپور کانفرنس سے خطاب میں ان باتوں کا اختصار کے ساتھ اعادہ کیا جو انہوں نے خطاب عام میں فرمائی تھیں۔

۷/ جولائی کو امیر محترم نے رفقاء کے ساتھ ایک خصوصی نشست میں ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ شراب خانوں کے توڑنے کے مسئلہ کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا کہ حالات کے دھارے کی مضبوط لہر پر سواری کرنا ان سیاستدانوں کا کام تو ہو سکتا ہے جو عوام کے زیادہ سے زیادہ ووٹ کے حصول کیلئے اپنی جماعت کو نمایاں کرنا چاہتے ہوں' تنظیم اسلامی نبی اکرم ﷺ کے اسوہ کی روشنی میں عمل پیرا ہے اور حضور ﷺ نے ۷ ہجری کے عمرہ کی ادائیگی کے موقع پر بھی بتوں کو ہاتھ نہیں لگایا البتہ فتح مکہ کے بعد آپؐ کا پہلا کام ان بتوں کو توڑنا ہی تھا۔ تنظیم اسلامی فی الحال دعوت' تنظیم' تربیت اور نہی عن المنکر باللسان کے مراحل سے گزر رہی ہے اور اُس نے ساری توانائیاں ایک مضبوط جمعیت کی فراہمی کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ کراچی کے اس دورے میں امیر محترم نے ہمارے دو بزرگ رفقاء' جو کافی عرصہ سے صاحب فراش ہیں یعنی سراج الحق سید اور نجیب صدیقی صاحبان' کی عیادت بھی کی۔

(رپورٹ : محمد سمیع)

فیروز والا میں دو روزہ پروگرام

۲۰/ جون ۹۸ء کو گڑھی شاہو سے پروفیسر حافظ خالد محمود کی امارت میں رفقاء کا قافلہ فیاض حکیم صاحب کے ابتدائی خطاب (سفر کے آداب) کے بعد فیروز والا کی طرف روانہ ہوا۔ فیروز والا مسجد طیبہ پہنچنے پر حافظ علاؤ الدین' ملک منیر صاحب' نعیم اختر عدنان صاحب و دیگر رفقاء تنظیم سے ملاقات ہوئی' جو پہلے ہی سے قافلے کے منتظر تھے۔ ان رفقاء سے ملتے ہوئے واقعتاً یہ احساس ہوا جیسے بچھڑے ہوئے بھائی آپس میں ملتے ہیں۔ اس گرمجوش ملاقات کو چار چاند اس وقت لگے جب مسجد میں تمام ساتھیوں کا باہمی تعارف شروع ہوا۔ اس تعارف میں جہاں فیاض حکیم صاحب کی مثالی تنظیمی و خانگی کوششیں سامنے آئیں وہاں پر آفتاب الرحمٰن کی خانگی و دعوتی سرگرمیوں نے بہت سے ساتھیوں کو از سر نو اپنا جائزہ لینے پر مجبور کر دیا کہ وہ کس مقام پر کھڑے ہیں؟ اور وہ کیا کر سکتے ہیں۔ میں نے ذاتی طور پر اس تعارف کے حوالے سے صرف یہی رائے قائم کی ہے کہ ہماری تنظیم میں الحمد للہ بہت زیادہ قربانی دینے والے اور محبت کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ ہمیں خود بڑھ کر ان نگینوں کو تلاش کرنا چاہئے۔ جن ساتھیوں کو محبت کا شکوہ رہتا ہے وہ ایسے پروگراموں میں شرکت کے بعد اپنی رائے بدل لیں گے۔ تعارف کا ایک حصہ مکمل کرنے کے بعد ناشتہ کے لئے وقفہ ہوا۔ حافظ خالد محمود نے منہج انقلاب نبویؐ جامع انداز میں پیش کیا۔ اس سے ایک طرف تو یاد دہانی ہوئی اور دوسری طرف بہت سی نئی باتیں بھی سامنے آئیں۔ انقلابی کارکن کے لئے تہجد کا اہتمام اور اس کی ضرورت سامنے آئی۔ منہج انقلاب نبویؐ کے حوالے سے گفتگو میں دو مختصر سے وقفے بھی ہوئے۔ ایک وقفے میں "گرما گرم" چائے اور دوسرے وقفے میں ملک منیر صاحب کی "میٹھی میٹھی" باتیں سامنے آئیں۔ اس سارے پروگرام میں سب سے اہم بات نظم و ضبط کی پابندی تھی۔ دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر کے بعد آفتاب الرحمٰن صاحب نے مسجد طیبہ میں درس دیا۔ درس کا موضوع یہ تھا کہ پاکستان کیوں حاصل کیا گیا تھا اور اس کا استحکام کیسے ممکن ہے؟ درس کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔

عصر کی نماز مسجد طیبہ میں ادا کرنے کے بعد ہمارا قافلہ خالد شاہ ٹاؤن گیا۔ جہاں لاہور غربی کے امیر حافظ علاؤ الدین صاحب کی رہائش گاہ کے باہر کارنر میٹنگ کے انتظامات کئے گئے۔ تین ٹیمیں گشت کے لئے روانہ کی گئیں۔ جنہوں نے گرد و نواح کے لوگوں کو کارنر میٹنگ میں شرکت کی دعوت

دی۔ نماز مغرب کے فوراً بعد کارز میٹنگ کا آغاز حکیم ثناء اللہ حقانی کی تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض نعیم اختر عدنان نے ادا کئے۔ تلاوت کے بعد مولانا افتخار صاحب نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ بعد ازاں پروفیسر حافظ خالد محمود نے سورۃ العصر کے حوالے سے درس قرآن حکیم دیا جس میں جنت و دوزخ کی تصویر کشی کرتے ہوئے ایک "انسان کی نجات کے لئے کم سے کم معیار کیا ہے" پیش کیا گیا۔ احباب و رفقاء کی تعداد ۶۰ تھی۔ نعیم اختر عدنان نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حاضرین کو مؤثر انداز میں تنظیم اسلامی سے متعارف کروایا۔ نماز عشاء کے بعد حافظ علاؤالدین ہی کی رہائش گاہ پر شام کا کھانا تناول کیا گیا۔ اس طرح ۲۰/جون کا آخری تحفہ اللہ کے گھر میں پر سکون نیند کی صورت میں حاصل ہوا۔

۲۱/جون فجر کے بعد تین مختلف مساجد میں درس قرآن حکیم ہوئے۔ مسجد طیبہ میں حافظ خالد محمود نے فکر آخرت کے حوالے سے درس دیا جس میں احباب کی تعداد دس سے آٹھ تھی۔ دوسرا درس لاثانی مسجد میں نعیم اختر عدنان نے دیا جس میں احباب کی تعداد ۳۰ تھی۔ تیسرا درس سوئی گیس روڈ والی مسجد میں ہوا' مدرس جناب آفتاب الرحمٰن تھے۔ ناشتے کے بعد تربیتی پروگرام ترتیب دیا گیا۔ تربیتی پروگرام کے لئے فرقان گرلز ہائی سکول کا انتخاب کیا گیا۔ سکول پہنچنے کے بعد سب سے پہلا پروگرام آفتاب الرحمٰن کے درس قرآن حکیم کا تھا۔ نماز ظہر اور دوپہر کے کھانے کے لئے وقفہ کیا گیا۔ بعد نماز عصر سے قبل از مغرب تک مین بازار چیلنز کالونی فیروز والا میں رفقاء پر مشتمل دعوتی ٹیموں نے لوگوں کو انفرادی دعوت کے ذریعے جلسہ خلافت میں شرکت کی دعوت دی۔ (رپورٹ : مبارک گلزار)

تنظیم اسلامی سیالکوٹ کی خصوصی تربیت گاہ

تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے تنظیمی پروگرام میں باہم مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ دعوتی و تربیتی پروگرام کے انعقاد سے پہلے رفقاء کے لئے خصوصی تربیت گاہ کا اہتمام کیا جائے۔ چنانچہ علامہ اقبال پبلک سکول سیالکوٹ کینٹ میں ۱۵ جون تا ۱۹ جون روزانہ سہ پہر پانچ بجے تا شام سات بجے پانچ روزہ خصوصی تربیت گاہ منعقد کی گئی۔ اس تربیت گاہ کے نصاب میں تجوید' منتخب نصاب' سیرت نبویؐ و سیرت صحابہؓ اور ادعیاء ماثورہ شامل تھیں۔ تجوید اور ادعیاء ماثورہ پڑھانے کی ذمہ داری ابو ظہبی سے سیالکوٹ منتقل ہونے والے ملتزم رفیق جناب عبدالقدیر بٹ صاحب نے ادا کیں۔ منتخب نصاب کے دروس راقم اور عبدالقدیر بٹ صاحب نے دیئے۔ جبکہ سیرت پر تقاریر میں تمام رفقاء کو شامل کیا گیا۔ چنانچہ ہر روز پندرہ پندرہ منٹ کی دو تقاریر رکھی گئیں۔ جس میں مختلف رفقاء نے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ اس پروگرام کا مقصد رفقاء کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا تھا۔ یہ پانچ روزہ تربیت گاہ ہر اعتبار سے کامیاب رہی۔ اس میں رفقاء کی شرکت بھی بھرپور تھی اور انہوں نے انتہائی نظم کا مظاہرہ کیا۔ آخری دن رفقاء کو ایک جائزہ فارم دیا گیا جس کا مقصد رفقاء کے تاثرات جاننا تھا۔ انہوں نے اس پروگرام کو اپنے لئے انتہائی مفید پایا۔ (رپورٹ : شمس العارفین)

قرآن اکیڈمی کراچی کے ایک سالہ "فہم قرآن کورس" کے طلباء سے امیر تنظیم اسلامی کا خطاب

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن اکیڈمی کراچی میں ایک سالہ قرآن فہمی کورس میں شامل طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ آج مغرب کی خدا ناآشنا تہذیب و تمدن اور علوم کو مسلمان کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ فزیکل سائنسز کا تعلق آیات آفاقی سے ہے اور ان میں محض خدا کے تصور کو شامل کر دینا کافی ہو گا' البتہ سوشل سائنسز کو مسلمان کرنا خاصا مشکل کام ہے۔ کیونکہ مغرب کے مادر پدر آزاد معاشرے نے جو اقدار اختیار کر لی ہیں ان کو ختم کرنا اتنا آسان نہیں۔ اسلام میں بقائے نسل کے لئے نکاح کا راستہ مہیا کیا ہے لیکن مغرب میں آج کل اس کو غیر ضروری خیال کیا جاتا ہے لہٰذا اب وہ حیوانی سطح پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بغیر نکاح کے زندگی گزارنے کا چلن تو عام ہو ہی رہا ہے اس سے بھی آگے بڑھ کر دو مردوں کی شادی اور دو عورتوں کی شادی کو بھی قانونی تحفظ دے دیا گیا ہے اور یہ اس لئے ممکن ہوا ہے کہ وہاں عوام کو اقتدار کا سرچشمہ سمجھا جاتا ہے اور قانون سازی میں کسی مذہب کی دخل اندازی کی برداشت نہیں کی جاتی۔ اسلام اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا تصور دیتا ہے اور انسان خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ احکامات کی تنفیذ کا پابند ہے۔ البتہ جہاں واضح احکامات موجود نہ ہوں اور نہ اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت کوئی رہنمائی دے رہی ہو وہاں وہ آپس کے معاملات کے لئے مسلمانوں کے ساتھ مشوروں کے ذریعے طے کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن اکیڈمی میں جاری ایک سالہ کورس اور دینی شارٹ کورس کا سلسلہ آج کے علوم کو مسلمان کرنے کی غرض سے ہی جاری کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اعلیٰ دنیاوی تعلیم (بالخصوص سیاسیات و معاشیات و عمرانیات) حاصل کرنے والے احباب قرآن کا فہم حاصل کریں تاکہ وہ باطل نظریات کا توڑ کر سکیں جو جدید تعلیم کے ذریعے معاشرے میں نفوذ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس تعلیم کے مختلف مراحل ہیں۔ جو لوگ اعلیٰ ذہنی استعداد کے حامل ہیں وہ تحقیقی کام میں لگیں اور تحقیق کے میدان میں آگے بڑھیں۔ اس سے کم تر صلاحیتوں کے حامل افراد قرآن کریم کے تعلیم و تعلم میں لگیں۔ جو یہ کام نہ کر سکیں وہ دین کی دعوت و تبلیغ میں لگ جائیں۔ جن لوگوں میں انتظامی صلاحیتیں ہیں وہ اپنی صلاحیتوں کو اس سمت میں لگائیں۔ جن میں قائدانہ صلاحیتیں ہیں وہ قیادت کا فریضہ انجام دیں۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ بے شک تعلیم و تعلم قرآن کی اہمیت بے حد و حساب ہے تاہم اس کے لئے دنیاوی تعلیم کو تج دینا مناسب نہیں کیونکہ جب تک دنیاوی تعلیم حاصل نہیں کی جائے گی اس کے حسن و قبح کو قرآن کی روشنی میں نہیں جانچا جا سکتا۔

تنظیم اسلامی فیصل آباد غربی کا درس قرآن

کریسنٹ ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد میں درس قرآن کا اہتمام کیا گیا۔ درس قرآن کی سعادت پروفیسر خان محمد نے حاصل کی۔ انہوں نے کہا کہ ہر انسان کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کامیابی کے لئے موروثی نہیں بلکہ حقیقی ایمان درکار ہے۔ انسان کا ایمان جس قدر پختہ ہو گا اسی قدر اس سے اعمال صالحہ کا ظہور ہو گا۔

پروفیسر خان محمد نے کہا کہ ایمان حقیقی کی بدولت اللہ کے نیک بندوں نے ہر طرح کی سختیاں برداشت کر کے اسلام کا بول بالا کیا حتیٰ کہ اس مقصد کے لئے اپنی جان بھی قربان کر دی۔ حضرت آسیہ جو کہ فرعون کی بیوی تھی' ان کے دل میں ایمان کی شمع روشن تھی۔ انہوں نے ہر طرح کی تکلیف کو صبر سے برداشت کیا اور استقامت کا راستہ اختیار کیا۔ پروفیسر خان نے اس پروگرام کے اختتام پر سوالوں کے جواب بھی دیئے۔ حاضرین کی اکثریت تبلیغی جماعت سے متعلق تھی۔ ایک بزرگ نے سوال کیا کہ آج کے دور میں منبع ہدایت کیا ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ حضورؐ کی محبت میں رہنے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایمان کی شمع روشن ہوئی کہ حضورؐ خود مجسم ایمان تھے جن کی حرارت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب و اذہان منور ہوئے۔ دوسرا ذریعہ قرآن مجید تھا۔ ہمارے پاس قرآن مجید موجود ہے جو سرچشمۂ ہدایت ہے اس کے علاوہ صاحب ایمان کی صحبت اختیار کر کے اپنے ایمان کو تقویت پہنچائی جا سکتی ہے۔ ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے پروفیسر خان محمد نے بتایا کہ قرآن مجید کی طرف توجہ دی جائے تو یہ سمجھ میں آ سکتا ہے۔ ہم نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ ہم نے دوسرے دنیاوی علوم حاصل کرنے کی طرف توجہ دی اور کئی کئی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ لیکن قرآن مجید کی زبان سیکھنے کی طرف ہم نے توجہ ہی نہیں دی۔ دعائیہ کلمات کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ پروگرام میں تقریباً ۴۵ احباب نے شرکت کی۔ (پورٹ : حکیم محمد سعید)

انتقال پر ملال

رفیق تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی ۳ کے معتمد عامر خان صاحب کی تائی صاحبہ اور تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی نمبر ا کے رفیق جناب آغا امان اللہ خان کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۲۷
سالانہ زرِ تعاون - /۱۵۰ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس - ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۴۲-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین ادارۂ تحریر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ حافظ خالد محمود خضر ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

حدیثِ دل

ابلہ دُنیا ہے کیوں دانائے دیں؟

—— تحریر: نعیم اختر عدنان ——

دین اور دُنیا ایک ناقابل تقسیم وحدت کا نام ہے۔ دین ہی سے دُنیا کو برتنے اور پرکھنے کا طریقہ، سلیقہ اور ہنر آتا ہے۔ انسان اول کو وحی نبوت کا تاج زریں پہنا کر اس بات کا اعلان کر دیا گیا کہ اب دُنیا کی خلافت و سرداری کا منصب جلیلہ تیرے ہاتھوں میں ہے۔ جو لوگ خالق و مالک کی رہنمائی کو بطور نظریۂ حیات تسلیم نہیں کریں گے یا اسے نظام زندگی کی حیثیت سے لائق اعتناء نہیں سمجھیں گے وہ اس دُنیا کی قیادت و سیادت تو کجا، اس دھرتی کے اوپر زندہ رہنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کی انسانی تاریخ یہی کچھ بتاتی ہے۔ قرآن مجید، جو تمام آسمانی کتابوں کا "محافظ" ہے، اس بات کو نمایاں اور آشکارہ کرتا ہے۔

قرآن مقدس انسانوں کو بتاتا ہے کہ نوح علیہ السلام کی ساڑھے نو سو سالہ سعی و جہد بھی اگر نتیجہ خیز نہ ہو سکے تو پھر "طوفان" کا آ جانا لازم ہو جاتا ہے، جس میں دین سے وحشت رکھنے والوں کو غرق آب کر دیا جاتا ہے۔ کتاب الٰہی ہمیں یہ بتاتی ہے کہ جب شعیب علیہ السلام جیسے مصلحین کا وجود قوم اپنے اندر برداشت کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتی تو ایسی ناہنجار و ناپاک قوم کو ﴿صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ سے ملیا میٹ کر دیا جاتا ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ جیسے پیغمبر کی اتباع سے گریز و انحراف ذلت و مسکنت کا پیش خیمہ بن جایا کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی تعلیمات میں غلو پیدا کرنے سے ﴿ضَآلِّيْنَ﴾ کا ذلت آمیز لقب نصاری پر فٹ ہو جاتا ہے۔ تمام انبیاء و مرسلین نے دین و دُنیا کی وحدت کا علم بلند کیا اور لوگوں کو بتایا کہ یہی وہ شاہراہ ہے جس پر چل کر دُنیا و آخرت دونوں جہانوں میں کامیابی و کامرانی حاصل ہو سکتی ہے۔ محمد مصطفیٰ اور مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا مقصد یہی قرار پایا کہ ؎

فقر و شاہی واردات مصطفیٰ است
ایں تجلی ہائے ذات مصطفیٰ است

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین و دُنیا کو یوں یک جان کر دیا کہ "خلافت" دین و دُنیا کی وحدت کا عنوان بن گئی۔

دین کو "سب کچھ" سمجھنے والوں کی دُنیا میں بے مثل حکمرانی قائم ہو گئی اور وہ

ولایت، پادشاہی، علم اشیاء کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں، فقط اِک نکتۂ ایماں کی تفسیریں

کی زندہ مثال بن گئے۔

جب اہل دین، دین سے وابستہ تھے تو انہیں یہ سب کچھ حاصل تھا مگر جب ہم جیسے "جعفروں" نے اپنے دین و مذہب سے بھی دھوکہ اور منافقت کا وطیرہ اپنا لیا تو ؎

الاماں از روحِ جعفر الاماں
الاماں از جعفرانِ اِیں زماں

کے مطابق مسلمانان عرب و عجم پر "جعفران این زماں" کا "اقبالی فتویٰ" پوری طرح صادق آ گیا۔

ایران اور افغانستان کی اقوام نے ماضی قریب میں اپنی پیشانی سے دین سے بد عہدی و بے وفائی کا داغ اتار کر اقوام عالم میں زندہ و بیدار اقوام کی فہرست میں اپنا نام محفوظ کر لیا ہے مگر ملت اسلامیہ پاکستان ابھی تک ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

کا کردار ترک کرنے کے لئے آمادہ نظر نہیں آتی۔ شاید اس جمود مسلسل کی وجہ ؎

ہند میں حکمت دیں کوئی کہاں سے سیکھے
نہ کہیں لذت کردار، نہ افکار عمیق

اور

حلقہ شوق میں وہ جرأت اندیشہ کہاں
آہ محکومی و تقلید و زوال تحقیق

ہمارا رویہ یہ ہے۔

دین و مذہب سے بیگانہ اور کردار و عمل سے تہی دست افراد و اقوام غلامی کے بندھن سے آزاد ہوں تو کیسے؟ بندوں کی غلامی سے ایک آقا کی غلامی اختیار کرنے کا راستہ بڑا پرخطر، کٹھن اور دشوار گزار ہے۔ آج کی مغربی اقوام دور جدید کی فرعونی اور نمرودی طاقتیں ہیں، جو پورے عالم پر اپنی حاکمیت کا ناقوس بجا رہی ہیں۔ انسانی حاکمیت کے اس دعویٰ خدائی کا انکار کرنے کے لئے تو ؎

چیتے کا جگر چاہئے، شاہیں کا تجسس
جی سکتے ہیں بے روشنیٔ دانش افرنگ

ایمان کے بلند بانگ دعوے تو ہوں مگر کردار عمل اس کی گواہی نہ دے سکے تو پھر

جو دونیٔ فطرت سے نہیں لائق پرواز
اس مرغک بیچارہ کا انجام ہے افتاد

ہمارے قابل صد احترام دینی رہنما ہوں کہ سیاسی زعماء ہر طرف "اندھیر نگری اور چوپٹ راج" کا سماں نظر آتا ہے۔ اسلام جیسے اکمل دین اور قرآن جیسی لازوال کتاب کے وارث بھی بے مقصدیت کے صحرائے تیہہ میں بے یار و مددگار "گشت" کرتے نظر آتے ہیں۔ جس قوم کے پاس عشق مصطفیٰ کی لازوال دولت ہو، جس قوم کے پاس دُنیا کی جدید ترین ایٹمی قوت بھی ہو وہ اگر آئی ایم ایف کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہونے پر مجبور ہو تو پھر یہ راز آشکار ہو جاتا ہے کہ ؎

کیوں مرے بس کا نہیں کارِ زمیں؟
ابلہ، دُنیا ہے کیوں دانائے دیں؟

"ندائے خلافت" کے آئندہ شمارے میں

مولانا خورشید احمد گنگوہی کا فکر انگیز مضمون "امامت و خلافت"

شائع کیا جائے گا جس میں قیام خلافت کی اہمیت اور اس صدی کے اوائل میں ہندوستان میں برپا ہونے والی عظیم تحریک خلافت پر عمدگی سے روشنی ڈالی گئی ہے

☆ ☆ ☆

اس سے اگلے شمارے میں بنگلہ دیش کے علماء کرام میں سے ایک نمایاں شخصیت مولانا شمیر الدین غازیپوری کا انٹرویو شائع ہو گا۔ ان شاء اللہ